ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار

یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا نُورَ اللّٰہِ ... واللہ متم نورہ ... یہدی اللہ لنورہ من یشآء

نور

ایڈیٹر - ایس محمد یوسف

جلد ۱۸ — نمبر ۱۱

شنبہ ۱۵ اپریل ۱۹۲۶ء — ۱۳۴۴ھ

مقاصد

۱- اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی حقیقت کو ظاہر کرنا۔
۲- سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳- دیگر مذاہب کے حملوں کا حل اور صحیح ...
۴- راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط ...

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (سے)
" ششماہی " ایکروپیہ بارہ آنہ (عہ)
" سالانہ سرپرستوں سے سات روپے (عہ)
" امراء " پانچروپیہ (ﷲ)
" ممالک غیر سے ۸ شلنگ

KHILAFAT LIBRARY

لوگ کیا کہتے ہیں

جناب بابو عبد العزیز صاحب اور سیر نہر مقام میانہو اپر برہما سے لکھتے ہیں۔ کہ:-

اخی المکرم جناب شیخ محمد یوسف صاحب۔ السلام علیکم مزاج شریف۔ سب سے پہلے تو عرض ہے۔ کہ میں غیر احمدی ہوں۔ اور میں نے آپ کو اخی لکھا ہے۔ شاید آپ اسے اچھا خیال نہ کریں۔ (میں تو غیر مسلموں کو بھی اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ پھر ایک کلمہ گو کے لئے جو میرے دل میں عزت ہو سکتی ہے۔ اس کا اندازہ آپ خود لگالیں۔ نور) لیکن جب آپ آریہ جیسی قوم سے بھی بڑی شیریں کلامی سے پیش آتے ہیں۔ تو میں بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے آپ کو اس لفظ سے پکارتا ہوں۔ جس کو کہ خداوند تعالٰے نے قرآن حمید میں فرمایا ہے۔ میں آپ کے نور کو بڑے شوق سے پڑھتا ہوں آپ جس دماغ سوزی سے اپنے اخبار کو ایڈٹ کرتے ہیں اسکا معاوضہ تو اللہ تعالٰے ہی آپکو عطا فرمائیگا۔ انسانی طاقت سے تو باہر ہے۔ اسمیں کوئی کلام نہیں کہ دنیا میں تو آپنے آریہ مذہب کو ایسا چاروں شانے چت گرایا ہے۔ کہ اس کا جواب بفضل خدا آریہ سماج سے تاقیامت بھی بن نہ آئیگا۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ میں جس قدر بھی آپ کے اخبار کی تعریف کروں۔ وہ بالکل مبالغہ سے خالی ہوگی۔ آپ اپنے اخبار کے ہیڈنگ پر "تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانیوالا اکیلا اخبار" لکھا کرتے ہیں۔ یہ حرف بحرف صحیح ہے۔ میری تو یہ درد دل سے دعا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی آپکو اتنی وسعت دے کہ آپ نور کو مختلف زبانوں میں شایع کر سکیں خاصکر انگریزی میں تو ضرور ہو جائے۔ تاکہ غیر ملکی لوگ بھی اس سے مستفیض ہو سکیں۔ میں آپ کے بعض مضامین کا برہمی زبان میں ترجمہ کر رہا ہوں۔ والسلام زیادہ شوق ملاقات

آپکا بھائی عبد العزیز

نور - جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا یہ آپکا حسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم ہاں اللہ تعالٰے نے محض اپنے فضل و کرم سے جس وقت سے مجھے نور ہدایت سے مستفیض فرمایا دل میں یہ تڑپ ہے۔ کہ جو دم بھی تبلیغ اسلام میں گذرے بسا غنیمت اور خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ اسلام ایک یا دوسری وجہ سے نہایت برے رنگ میں اغیار کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ اس نازک وقت میں تو ہر ایک مسلم کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مال کی آخری کوڑی تک اپنے جسم کا آخری ذرہ بھی تبلیغ اسلام پر نثار کرنے سے دریغ نہ کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ نور ہر ایک زبان اور خصوصاً انگریزی میں ضروری شایع ہونا چاہیئے۔ آپ کی یہ نیک خواہش بہت قابل قدر ہے۔ مگر آپ یہ سنکر حیران ہوں گے کہ نور کی اشاعت اس قدر قلیل بلکہ اقل ہے۔ کہ خود اس کی موجودہ حالت کے بھی لالے پڑ رہے ہیں اگر اس وقت اخبار جاری ہے۔ تو یہ محض جناب مکرم معظم حضرت حکیم میر سعادت علی صاحب موصوف کی ہمت اور ایثار کی وجہ سے ورنہ نور کا ایک دن کے لئے بھی جاری رہنا مشکل تھا۔ (میرے سب بھائی اور دوست اس رمضان مبارک میں جناب میر صاحب موصوف کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالٰے انہیں دو جہانوں کی برکات اور فضائل سے مالا مال فرمائے۔) اور اگر نور کی ناچیز خدمات کی وجہ سے کوئی ذات شکریہ اور دعا کی مستحق ہے تو وہ بلاشبہ جناب میر صاحب موصوف کی ذات والاصفات ہی ہے۔

اگر دوست ہمت کریں۔ زیادہ نہیں تو نور کا ہر خریدار کم از کم ایک ایک نیا خریدار مہیا کر دے تو نور بہت حد تک قلت اشاعت کی شکایت سے سبکدوش ہو سکتا ہے۔ ایک ایک خریدار کا پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں۔ صرف ہمت اور توجہ کی ضرورت ہے۔ نور کے وہ کون سے خریدار ہوں گے جن کے ایک دو دوست نہ ہوں اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے جنہیں نور جیسے مجاہد پرچہ کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دے۔ مگر افسوس ہے۔ تو یہ کہ نور اپنے (احمدی) بھائیوں کے نزدیک تو ہندی کی اس ضرب المثل کا مصداق بن رہا ہے۔

"گھر کا جوگی جوگلا باہر کا جوگی سدھ"

یا دوسرے الفاظ میں "گھر کی مرغی دال برابر" مگر غیر از جماعت کے دوست اس لئے توجہ نہیں کرتے کہ وہ اسے اپنے خیال میں اپنے سے باہر سمجھتے ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

داڑھی کی قدر و منزلت

KHILAFAT LIBRARY

(نوشتہ جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے ایل ایل بی)

آج کل داڑھیوں سے بری چیز کی طرح پرہیز کیا جا رہا ہے۔ زیادہ تر مسلمان داڑھیاں رکھا کرتے تھے۔ لیکن اب موجودہ وضع کی تقلید مسلمانوں سے بھی اس کو خیر باد کہلوا رہی ہے۔ چنانچہ اب ایک مسلم اور غیر مسلم میں اکثر تمیز نہیں ہوتی۔ زمانہ کی رفتار کچھ ایسی آپڑی ہے۔ کہ جو بڈھے بڈھے ابنائے وطن بھی داڑھیاں رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے اس میں مسلمانوں کی مشابہت دیکھکر بالکل صفا کرا دیا ہے۔ بہت سے محض سفید بال داڑھی میں آجانے سے اس سے گھبرانے لگ جاتے ہیں۔ اور اس کو منڈوا دیتے ہیں۔ غرضیکہ ہر طرح اس پر مصیبت آرہی ہے۔

شاعروں اور ظریفوں نے داڑھی کے ساتھ بڑی بڑی دل لگیاں کی ہیں۔ لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں۔ کہ یورپ کا روشن دماغ گروہ اس پر بھی رک کے غور کر رہا ہے۔ کہ آخر داڑھی کا کیا فائدہ ہے؟ چنانچہ ایک انگریز ایک پر زور مضمون اس کے متعلق لکھ کے دکھاتا ہے۔ کہ داڑھی کامیابی کا عمدہ ترین ذریعہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اب تک کسی نے داڑھی کی مالی، وضعی، سیاسی، یا پیشہ وری قدر و قیمت کا اندازہ لگانے کی کوشش نہیں کی۔ باہمہ کون ہے جس نے لندن میں شاہی کانفرنس میں جمع ہونے والے وزرا کی تصویروں پر نظر ڈالتے وقت مسٹر منرو کی شبیہ پر کچھ دیر نگاہ نہ روک لی ہو۔ اس لئے نہیں کہ ان کی آنکھیں خوشنما ہیں۔ ان کی شہرت زیادہ ہے، ان کی پیشانی بلند ہے! یا ان کے بشرہ سے استقلال برستا ہے! بلکہ محض اس لئے کہ مسٹر منرو کے چہرہ پر داڑھی جلوہ فگن ہے۔ اس جلسہ کا نتیجہ یہ تھا کہ نیوفاؤنڈلینڈ جو مقبوضات برطانیہ میں سب سے چھوٹا ہے۔ اور جس کے وزیر مسٹر منرو ہیں۔ اس مشاورت کا فائدہ پہنچا۔ مسٹر منرو کا آنا جانا فضول نہیں گیا اور وزرا صاف داڑھی منڈے ہیں۔ ایسے داڑھی منڈے تو ہر دفتر میں اور تماشا گاہوں کے منڈووں پر نظر آیا کرتے ہیں۔

اس کے بعد یہ نامہ نگار مثالیں دیتا ہے:۔

مسٹر ریچرڈ ہیوز آکسفورڈ کا معمولی تعلیم یافتہ جوان داڑھی والا شخص تھا۔ اس کو داڑھی میں کوئی خوبی نہ تھی۔ لیکن اسکی تھوڑی ہی اس میں چھپی ہوئی تھی۔ اور لوگوں کی نظریں خواہ مخواہ اس کی طرف اٹھتی تھیں۔ اس کا نام کبھی روز روشن میں نہ آتا اگر وہ مشہور نہ ہو گیا ہوتا۔ ایسا ہی آگسٹس جان تھا۔ جو ایک بڑا صناع تھا۔ ڈسکن بے داڑھی کے کب معلوم ہوتا۔ لارڈ سالسبری بغیر داڑھی کے ایک معمولی سیاست دان ہوتے۔ لیکن وہ داڑھی کی وجہ سے وہ مدبر کی صف اول میں آگئے۔

یہی نہیں کہ داڑھی کی وجہ سے آدمی کی توجہ اس کی طرف فوراً ہو جاتی ہے بلکہ ایک ڈاکٹر صاحب آرتھر میکڈانلڈ کہتے ہیں۔ کہ داڑھی پھیکے اور بھونڈے خد و خال کو چھپاتی ہے۔ جھریوں اور داغوں کو پوشیدہ کرتی ہے۔ یہ دانت کے درد اعصابی تکلیف سے بچاتی اور زکام سے محفوظ رکھتی ہے۔ مونڈنے سے بہت سے آدمیوں کو سرخ چکنی تھوڑی سی کمزور ہمیشہ زنانہ صورت کھانسی اور چھینک کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ داڑھی منڈوانے کی مصیبت سے بچاتی ہے۔ آدمی صبح ہی اٹھتا ہے۔ صابن اور پانی تیار کرتا ہے۔ نماز گئی روزہ گیا۔ پہلا شغل داڑھی مونڈنا ہوتا ہے۔ ایک بڑا آدمی کہتا ہے۔ کہ داڑھی رکھنے سے میرے ہزاروں گھنٹے بچتے ہیں۔ کھانسنے اور چھینکنے سے نجات پانا بھی اچھی وجہ داڑھی رکھنے کی ہے۔ جاڑوں میں اس کا خاص طبی فائدہ ہے۔ داڑھی سے آدمی شاندار معلوم ہوتا ہے۔ شانداری اور رعب سے دوسروں کے دلوں میں اعتماد پیدا ہوتا ہے۔ آدمی ایک داڑھی والے حکیم کے پاس جانے بہ نسبت صاف داڑھی منڈے یا نوعمر کے پاس جانے کے زیادہ پسند کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اپنی داڑھی کی خبر گیری کرنے سے نہیں گھبراتا۔ وہ اپنے گاہکوں کی بھی ضرور خبر رکھے گا۔

اس سے ہیئت بدل جاتی ہے۔ تنگ تھوڑی ہو۔ دو کر ایسے شخص سے معاملہ داری کرتے ہوئے۔ ذرا کترا ئینگے لیکن داڑھی ہو تو تھوڑی یا چہرے کے دیگر خد و خال سے اصل سیرت متین پڑھی جا سکتی ہے۔

بابا بارشیں ہم بازی بچے، اور بے تکلف دوست داڑھی سے مذاق میں اور محبت میں کھیلا کرتے ہیں لیکن اصلی اثر ان کے کھیلنے والوں میں یہ ہوا کرتا ہے کہ ان کے دل داڑھی والے کی محبت اور اتحاد سے لبریز ہوا کرتے ہیں۔

بعض آدمی داڑھی خواہ مخواہ رکھنے پر مجبور ہیں۔ ہوائی سپہ سالار سیمسن کو دیکھئے۔ جس نے پچھلی لڑائی میں بڑے بڑے سلینکڑوں کارنامے دکھائے۔ سر باسل زہروف بڑے شور و شغب کا مرکز بنا رہا ہے۔ اس کی داڑھی اڑا دینے سے وہ ایک گمنام ہستی رہ جائیگا۔

ہمارے پہلے بادشاہ ایڈورڈ بھی ڈاڑھی والے تھے جن کے تدبر کا یہ نتیجہ تھا۔ کہ پچھلی جنگ عظیم میں معاہدوں کی وجہ سے دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں انگلستان کے ساتھ تھیں۔ اور اس اتحاد کا نتیجہ فتح یابی ورنہ انگلستان کی فتح امر محال تھی۔ ہمارے موجودہ بادشاہ کے بھی داڑھی ہے جنہوں نے اپنی ذاتی وجاہت سے رعایا کا دل مسخر کر لیا ہے۔ گو ان کے وزراء سے بعض ملکوں کو شکایت رہی ہو۔

جن مسلمان سلاطین نے بڑے بڑے کام کئے۔ اور تاریخوں میں اپنے رعب و دبدبہ کی داستانیں جو مٹنے والی نہیں چھوڑ گئے۔ ان کے چہرہ پر بھی جاہ جلال والی داڑھیاں ہی تھیں۔

ہمارے موجودہ زمانہ میں انور و محمود شوکت کے ناموں پر اب تک مسلمانوں کے دل تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن مصطفیٰ کمال کو اپنی بہادری اور تدبر کے باوجود یہ بات آج تک نصیب نہ ہوئی۔

سٹر وہانندجی جن کے قتل نے انہیں دیگر حالات میں نا قابل حصول موجودہ شہرت عطا کر دی ہے بحالت لالہ منشی رام اپنے چہرے پر داڑھی رکھتے تھے۔ اور مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی بھی داڑھی کے بعد ہی مسلمانوں میں غیر متوقع ہر دلعزیزی حاصل کر سکے۔

ڈاکٹر کچلو کو داڑھی منڈی حالت میں کوئی جانتا بھی نہ تھا

اردو کے بے نظیر ادیب سٹر مرحوم کے بھی داڑھی تھی

اور ہمارے دوست خواجہ حسن نظامی کے بھی داڑھی ہے

غرضیکہ داڑھی واقعی کامیابی اور ناموری کا زبردست ذریعہ ہے اور بجائے خود بھی اس کا اثر فائدہ بخش ہے۔ اغیار تو اس کے محاسن پر غور کریں ہی گے۔ مسلمان ذرا اس کے مختلف پہلوؤں کو سوچیں

KHILAFAT LIBRARY

جہاد فی الاسلام

(از قلم جناب مولانا عبدالکریم خان صاحب میرٹھی)

گذشتہ سے پیوستہ

مکی زندگی کی تلخی کا ہر موافق و مخالف کو اعتراف ہے تیرہ برس تک آنحضرت سے وہ وہ درد انگیز سلوک ہوئے جو دنیا میں کسی شخص کے ساتھ نہ ہوئے ہوں گے۔ استہزا و تضحیک انتہائی ایذا و تکلیف سے آپ پہ زمین باوجود اپنی کشادگی کے تنگ ہو گئی۔ وہ تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ وہ اذیتیں دی گئیں جن کی یاد سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ شاعر ساحر، کذاب، مفتری، مجنون، طرح طرح کے برے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ بجائے محمد کے مذمم نام رکھا گیا آپ کے قید اور قتل کرنے کی کمیٹیاں کی گئیں۔ غار ثور میں چھپ کر مفرور ہونے کے لئے مجبور ہوئے۔ وطن سے بے وطن کیا گیا۔ تب بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوا ہر حال کلی استیصال کا تہیہ کر لیا گیا۔ مخالفت و عداوت کا انتہائی بازار گرم ہوا۔ آپ نے وہ تکلیفیں اٹھائیں جن کی نظیر دنیا میں نہیں ہے۔

"قبایل عرب کے باہمی قرار داد سے حضرت محمدؐ کی تعلیم کو اپنے لئے ایک خطرناک شے قرار دیا۔ اور آخر نفرت بڑھتی بڑھتے اس درجہ پر پہنچ گئی۔ کہ تمام عرب آپ کی جان کا دشمن ہو گیا!" (ڈان ٹائی)

"رفتہ رفتہ اہل عرب کا جور و ظلم اس قدر بڑھ گیا کہ ابتدائی مسلمان ملک کے دوسرے حصوں میں بھاگ بھاگ کر جانے لگے۔ تاکہ وہ وہاں جا کر کسی محفوظ پناہ میں رہیں!"

"اب پیغمبر صاحب پر بھی تاریک دن آنے لگے۔ ظلم اس قدر خوفناک درجہ تک پہنچ گیا۔ کہ سوائے ایک کے باقی سب مسلمان دوسری سمتوں میں چلے گئے۔ .... آپ پر پیشتر سے بڑھ کر نازک زمانہ آپ پر آتا ہے.... محمدؐ صاحب بالکل تنہا رہ جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ صرف وفادار ابوبکرؓ اور علیؓ مکہ میں رہ جاتے ہیں۔ لیکن وہ محصور مکان کی کھڑکی سے نکل جاتے ہیں!" (ہربرٹ وائل)

"عرب کے جاہلوں نے جب (توحید و تہذیب کی) باتیں سنیں تو ناراض ہوئے۔ اور حضرت محمد سے نفرت کرنے لگے۔ آپ کو دکھ اور تکلیف دینی شروع کی کچھ عرصہ تک آپ تمام تکلیفیں اور اذیتیں سہتے رہے۔ بہت سے لوگ آپ پر ایمان بھی لے آئے تھے۔ لیکن وہ بھی وحشیوں کے ظلم و ستم کا شکار ہوتے رہتے!" (استری پنڈت دیکا نندجی مہاراج)

"ایک لحظہ کے لئے اس پر نظر کرو۔ جب کہ ہر ایک جو محمدؐ کا شریک حال تھا۔ لحظہ میں برادری سے باہر کر دیا گیا۔ اور شعب ابوطالب میں وہ قید رہے۔ اور وہاں تین چار برس تک کسی اعانت کی توقع کے بغیر محتاجی اور سختی کی برداشت کرتے رہے وہ تو بڑے ہی مضبوط اور قومی اسباب ہوں گے جو اس امر کے باعث ہوئے۔ کہ محمدؐ ان تمام مخالفتوں کو علانیہ مایوسیوں اور ناکامیوں میں اپنے اصول پر غیر متزلزل قائم رہے۔ جوں ہی وہ قید سے چھوٹے اپنے شہر سے مایوس ہو کر طائف کو چلے اور وہاں کے فرمانرواؤں رئیسوں کو توبہ کی دعوت دی۔ وہ تنہا اور بے یار و مددگار تھے۔ مگر وہ کہتے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ خدا کا پیغام ہے۔ تیسرے روز اس شہر سے لوگوں نے ان کو ذلت سے نکال دیا۔ ان کی پنڈلیوں سے خون جاری تھا۔ کیونکہ اہل شہر نے ان کو زخم پہنچائے تھے۔ وہاں سے چل کر وہ تھوڑی دور پھر آٹھہرے اور خدا کے حضور شکایت کی۔ تب پھر مکہ کو پھرے۔ اور وہاں پھر ناامیدی کے کام مگر انجام میں کامیابی کے کامل یقین پر مشغول ہوئے۔ ہم کو صفحات دہر میں ایسی مثال کی تلاش عبث ہے۔ کہ جس میں کوئی شخص جیسے کہ محمد عربیؐ تیرہ برس تک یاس، خوف اور اذیت میں مستقیم الایمان رہ کر توبہ کا وعظ کہتا رہا ہو۔ اور خدا کے غضب سے اہل شہر کو ڈراتا ہو۔ مسلمان زن و مرد کے ایک چھوٹے گروہ کے ساتھ گالیوں اور دھمکیوں اور خوف کو آئندہ کے صابرانہ اور کمال کی امید پر برداشت کرتا رہے۔ اور جب آخر کار پیغام امن ایک دوسرے ملک سے آیا۔ تو وہ بصبر تمام انتظار کرتے رہے۔ حتی کہ سب ان کے اصحاب ہجرت کر گئے۔ اور تب خود بھی اس ناسپاس اور ناخدا ترس قوم کے درمیان سے ہجرت کر گئے!" (میور)

"اپنے وطن میں محمدؐ صاحب کے حالات زندگی تیرہ و تاریک ہو چلے۔ خدیجہ کی رفاقت اور ابو طالب کی حمایت سے محروم رہ کر تو محمدؐ مکہ میں ایک قسم کے اشتہاری مجرم ہو گئے تھے۔ مخفی ہونے پر مجبور ہو گئے۔ اور ان لوگوں کی مہمان نوازی پر گراں بار جو خود ہی ان کی رسالت کے اعتقاد سے مصائب میں گرفتار تھے۔ پس اگر کوئی غرض ان کی مقصود ہوتی۔ تو اس کے حاصل ہونے کی کون صورت تھی۔ ابتداء اظہار رسالت کو دس برس سے زیادہ گذر گئے۔ اور دس برس کی لمبی مدت عداوتوں تکلیفوں اور مصیبتوں میں گذری۔ لیکن پر بھی یہ بات پر جمے رہے اور اب عمر کے ایسے زمانہ میں جب کے انسان اپنی محنتوں کے ثمرہ کو آرام سے بیٹھ کر کھانے کی توقع میں رہتا ہے۔ نہ کہ آئندہ کے لئے نئی تدبیریں۔ کر کے ایسے خطرے میں ڈالے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنی آسائش دولت اور دوستوں کو تو قربان ہی کر چکے تھے۔ اب اپنا گھر اور ملک چھوڑنے پر بھی آمادہ ہو گئے۔ مگر اپنے مذہب (اصول) کو نہ چھوڑا!" (واشنگٹن ارونگ)

"پیغمبر اسلام اس طرح سے دشمنوں کے زغے میں گھرے ہوئے تھے۔ اور فتح مبین کے منتظر تھے۔ بظاہر بے یار و مددگار تھے۔ اور ان کے اصحاب کا جتھا گویا شیر کے منہ میں تھا۔ تاہم ان کو اس قادر مطلق پر بھروسہ تھا۔ جس کا رسول وہ اپنے تئیں سمجھتے تھے۔ اور ان کے پائے ثبات میں سرمو لغزش نہ تھی۔ غرض اس تمام مصیبت اور تنہائی میں وہ ایک عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے تھے۔ کہ کتب مقدسہ سماویہ میں ان کا نظیر و عدیل کوئی دکھائی نہیں دیتا۔ سوائے اس نبی اسرائیل کے نبی کے جس نے خداوند عالم سے یہ شکایت کی تھی کہ میں اکیلا رہ گیا ہوں" (میور)

"خیر جب مکہ میں رہنا کٹھن ہو گیا۔ تو آپ دھرم کا پرچار کرتے ہوئے مدینہ چلے گئے!" وہ مکہ سے مدینہ جاتے ہیں۔ جہاں محمد صاحب کو بہت سے انصار مل جاتے ہیں نو مسلموں کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اور وہ سلطنت کے بادشاہ بنا دئے جاتے ہیں۔ یہاں سے محمدؐ صاحب کا پبلک کام شروع ہوتا ہے۔ اب ان

KHILAFAT LIBRARY

کے لئے ضروری نہیں ہے۔ کہ وہ خاموش زاہد کی سی زندگی بسر کریں۔ نہیں برخلاف اس کے انہیں ہزارہا انصار کی رہنمائی کرنی اور ان کا مستقبل سوچنا ہے۔

مکہ سے آپ کے دشمن آپ کا تعاقب کرتے ہیں۔ اور وہ چھوٹی سی فوج جمع کر کے ان کا مقابلہ کرنے کی غرض سے نکلتے ہیں۔ دشمن کی تعداد نہایت زیادہ ہے۔ مگر انہیں مشہور و معروف فتح ہوتی ہے۔ اور باوجود فتح عظیم کے محمدؐ صاحب کا کیریکٹر یہ رہتا ہے۔ کہ صرف دو آدمی قتل کئے جاتے ہیں۔ اور اپنے زمانہ کی رسم کے خلاف قیدیوں سے بہترین مہربانی کا سلوک کیا جاتا ہے مسلمان ان کو روٹی دیتے ہیں۔ اور اپنے لئے کھجوریں رکھتے تھے۔" (ہربٹ وائل)

چنانچہ بدر کے ایک قیدی کا بیان ہے۔ خدا اہل مدینہ کو آباد رکھے۔ انہوں نے ہم کو سواری پر چڑھایا اور آپ پیدل چلے۔ ہم کو گیہوں کی روٹی کھلائی اور خود کھجوروں پر قناعت کی۔"

"میں سمجھتا ہوں جن ڈشمنوں اور پاپی لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ جبر و تشدد کیا تھا۔ اور بڑی سخت تکلیف اور اذیت پہنچائی تھی۔ ان کو جتنی سخت سزا دی جاتی کچھ بے جا نہ ہوتی۔ لیکن ایسے لوگوں کے ساتھ رحم اور مہربانی کا برتاؤ کرنا۔ حضرت محمدؐ کی رحم دلی اور سچائی کا بڑا پکا ثبوت ہے۔ ظالم کو سزا دینا ہر مذہب میں درست ہے۔ راون نے جب سیتا جی کو بہکایا۔ اور شری رام چندر جی مہاراج کے ساتھ دغابازی کی تو قابو حاصل ہو جانے پر رام چندر جی مہاراج نے اس راکشس سے بدلہ لیا تھا۔"

(شری پنڈت وویکانند جی)

(۸)

محمدؐ صاحب نے جو سلوک مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ کیا اس پر سختی کا الزام رکھا جاتا ہے۔ لیکن اگر منصفانہ نگاہ سے اس معاملہ کو دیکھا جائے۔ تو محمد صاحب اس الزام سے پاک و صاف نظر آتے ہیں۔ محمدؐ صاحب صرف اسلام کے داعی ہی نہ تھے۔ بلکہ آپ مدینہ کے حاکم بھی تھے اور شہر کے امن و حفاظت کے ذمہ وار تھے۔ بحیثیت پیغمبر ہونے کے وہ باغیوں کے قصور معاف کر سکتے تھے۔ لیکن بحیثیت ایک ذمہ وار امن اور حاکم ہونے کے اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔"

یہودی خفیہ سازش کر کے بغاوت پھیلانا چاہتے تھے۔ اور محمد صاحب اس شر و فساد کو دور کرنا چاہتے تھے اس معاملہ میں ان کو خونخوار بتایا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ محمد صاحب نے مطلق ظلم نہیں کیا۔ اور صرف نصف درجن یہودیوں کو جو اپنے گروہ کے سردار تھے قتل کیا گیا۔ قتل کا جو طریقہ اختیار کیا گیا وہ یہ تھا۔ کہ ایک مسلمان گیا۔ اور خاموشی سے ایک ایک یہودی کو قتل کر آیا۔ بظاہر یہ طریقہ مکر و فریب کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ مدینہ میں نہ پولیس تھی۔ اور نہ قانونی یا فوجی عدالت جو علانیہ طور سے باغیوں کو قتل کرے۔ علاوہ اس کے علانیہ قتل کرنے میں فتنہ و فساد کے اور بڑھ جانے کا اندیشہ تھا۔ اس لئے ان کو خفیہ طور پر قتل کرنا۔ عین مصلحت اور دانشمندی تھی۔ اور یہ حکمت عملی "انتظام قایم رکھنے کے لئے" سخت ضروری تھی۔"

یہودیوں کے تین گروہ تھے۔ جو مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے تھے۔ ان میں سے دو گروہ کے لئے تو صرف احکام جلاوطنی صادر کئے گئے۔ لیکن تیسرا گروہ بہت سرکش و باغی تھا۔ اور باشندگان مدینہ کو نہایت پریشان کیا کرتا تھا۔ اس گروہ کو بے شک سزا دی گئی۔ مگر وہ سزا خود محمد صاحب نے نہیں دی۔ بلکہ ثالث نے جس کو خود اس گروہ نے تجویز کیا تھا۔"

"ہم نے جہاں تک تحقیق سے کام لیا ہے۔ محمدؐ صاحب نے اپنی زندگی میں کسی کو نہیں مارا۔ سب سے خراب جملہ جو کبھی آپ نے استعمال کیا۔ یہ تھا۔ "اس کو کیا ہو گیا ہے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔" آپ کے معتقدین نے جب کبھی آپ سے بد دعا کرنے کی درخواست کی تو آپ نے یہی جواب دیا کہ "میں بد دعا کرنے کے واسطے مبعوث نہیں ہوا۔ بلکہ میں انسانوں کے لئے مجسمہ رحم و کرم بن کر آیا ہوں۔" (سٹانلی لین پول)

(۹)

بے شبہ تمام زمانوں میں یہ دستور رہا ہے کہ لڑائی کے ساتھ بے رحمی ضرور ہوتی ہے فتح کے مجنونانہ ہنگامے میں شہر تباہ ہو گئے ہیں۔ اور ملک ویران ہو گئے ہیں۔ اور لا انتہا بندگان خدا کے سر قلم ہو گئے ہیں۔" (ڈاکٹر سمائلز)

چنانچہ متعصبین کی بدولت پیغمبر اسلام بہی بہت کچھ مطعون و بدنام ہیں لیکن محققین کی نگاہ میں تمام رکیک اتہامات بالکل بے بنیاد ہیں۔

"محمدؐ صاحب پر ظلم و عیش پرستی اور مکاری کے الزامات عائد کئے جاتے ہیں لیکن تحقیق کی بنا پر ہم کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ سب بے سر و پا ہیں۔"

جب آپ مکہ پر دس ہزار آدمیوں کے ساتھ حملہ آور ہوئے اور مکہ والے مغلوب ہوئے۔ تو محمدؐ صاحب کے لئے یہ وقت خونخواری دکھانے اور تمام شرارتوں کا بدلہ لینے کا تھا۔ آپ کو اذیتیں اور تکالیف پہنچانے والے آپ کے قابو میں تھے۔ اور پوری طرح ان سے انتقام لیا جا سکتا تھا۔ لیکن آپ نے قریش کے تمام قصور معاف فرما دیئے۔ اور فوج اسقدر سکوت و امن کے ساتھ شہر کے اندر داخل ہوئی۔ گویا کوئی نئی بات نہ تھی۔ نہ کوئی گھر لوٹا گیا۔ نہ کوئی عورت بے حرمت کی گئی۔ نہ کسی کا خون بہایا گیا۔ ملک گیری کی تاریخ میں اس نوع کے فاتحانہ داخلہ کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی"۔ (سٹانلی لین پول)

— "حضرت محمدؐ نے جب باوجود اس کے کہ کفار مکہ سے ہر طرح انتقام لینے کی قدرت رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی فوج کو خونریزی سے باز رکھا اور ہر طرح عجز و انکسار سے کام لیا . . .

جب ہم دیگر فاتحین کے طرز عمل کو دیکھتے ہیں۔ تو یہ انداز انتہائی رحم کا نظر آتا ہے۔ ۱۰۹۹ء عیسوی میں صلیبی جنگ جو فوج نے فتح بیت المقدس کے وقت پر ستر ہزار مخالفین مرد و عورت اور بچوں کو تہ تیغ کیا۔ ۱۸۷۴ء میں عیسائی فوج نے صلیبی نشان کے نیچے جنگ کرتے ہوئے۔ ایک افریقہ کے شہر کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ ان واقعات کے سامنے فتح مکہ کو دیکھو تو معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت محمدؐ نے کفار مکہ کے ساتھ کس قدر رحم و کرم سے کام لیا۔ محمدؐ کی یہ کامیابی حقیقت میں مذہب کی فتح تھی۔ نہ کہ سیاست کی۔

جب مغرور سرداران قریش آپ کے سامنے لائے گئے تو آپ نے کہا۔ "اب تم مجھ سے کس سلوک کی توقع رکھتے ہو

سب نے کہا رحم کی" یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ کہ اچھا جاؤ تم سب آزاد ہو"۔ کسی قوم کی تاریخ میں عفو و کرم کی ایسی زبردست مثالیں اور نظیریں تلاش سے بھی دستیاب نہیں ہو سکتیں"

(آرتھر گلبن ایم۔ اے)

(۱۰)

"غرض مسلمانوں نے تلوار اٹھانے میں پہل نہیں کی پورے تیرہ برس تک وہ مظالم کا ہدف بنائے گئے۔ ان کی جائیدادیں چھین لی گئیں۔ وہ گھروں اور وطنوں سے نکالے گئے۔ جب ان مظالم کی کوئی حد نہ رہی۔ تو نبی کریم مع چند دوستوں کے مدینہ کو ہجرت کر گئے اور مسلمان بھی وہاں چلے آئے۔ لیکن مخالفین مکہ کہاں صبر کر سکتے تھے۔ وہ بھی پیچھے پیچھے حملہ کرنے کے لئے پہنچے۔ مکہ کی فوج آنحضرت پر حملہ کرنے کے لئے مدینہ کو روانہ ہوئی۔ بمجبوری حکم ربی کے ماتحت آنحضرت صلعم کو بھی اپنی حفاظت کے لئے بغرض مدافعت مدینہ سے جنگ کے لئے نکلنا ناگزیر ہوا۔ مسلمانوں کی ہدایت کے لئے ذیل کا قانون خدا کی جناب سے نازل ہوا۔ اور کون ہے جو اس قانون کی اہلیت اور افضلیت پر ایک منٹ کے لئے بھی شبہ کر سکے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب ہر جگہ طوائف الملوکی مطلق العنان بدنظمی بے امنی خود سری شورہ پشتی افراتفری سے عام حربی حالت پیدا ہو جائے۔

"یہ (جنگ کرنے والے) جہاں ملیں ان کو قتل کرو اور جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا تم ان کو نکالدو۔ اور قتل سے تو فتنہ زیادہ شدید ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ جنگ سے باز آجائیں تو اللہ غفور الرحیم ہے۔ (تم بھی معاف کرو اور رحم کرو۔ والا) جنگ جاری رکھو۔ جب تک کہ فتنہ ختم نہ ہو جائے۔ اور مذہب کا معاملہ خالصتہً (ہر ایک کا) خدا کے ساتھ ہو کسی کا جبر کسی پر نہ رہے۔ ہاں اگر وہ جنگ اور فتنہ سے باز آجائیں۔ تو پھر ظالموں کے کسی کے خلاف کچھ سختی نہ کی جائے"

(سورہ بقرہ آیت ۱۹۱ و ۱۹۳)

(۱۱)

جہاد کے مقاصد و اغراض قرآن نے تین بیان کئے ہیں اور یہ تینوں کے تینوں بغرض دفعیہ ہیں۔ اولاً دشمن سے جان و مال کو بچانا۔ دوم کسی عبادت گاہ کی حفاظت خواہ وہ کسی مذہب کی ہو۔ اگر کسی قوم کی پرستش گاہ یا معبد خطرہ انہدام میں ہو خواہ اس معبد کا کسی مذہب و ملت سے تعلق ہو۔ ہندو، عیسائی، موسائی، بدھ، کسی کی ہو ایک مسلم پر فرض ہو جاتی ہے۔ تیسرا مذہب میں آزادی زائے۔ مذہب میں ہر ایک کا ضمیر آزاد رہنا چاہیئے۔ کسی قسم کی جبر کی اجازت مذہبی معاملات میں قرآن نہیں دیتا۔ کسی کا حق نہیں کہ وہ دوسرے شخص اور اس کے خدا میں تیسرا بن کے آجائے۔ ہر شخص جو مذہب چاہے اختیار کرے۔ بالکل آزاد ہے۔ اور خود مختار۔ اور اگر کوئی اور شخص اپنا مذہب بجبر کسی سے منوائے۔ تو مسلمان خدائی پولیس ہے۔ ایک مسلمان کا فرض ہے۔ بشرط ضرورت و وسعت ایسے شخص کی واجبی سرزنش کرے۔ یعنی آزادی ضمیر یا آزادی مذہب کے لئے بھی حسب ضرورت و طاقت سے کام لینا فرض ہے۔ اسلام کے نزدیک ہر ایک شخص کو انتخاب مذہب میں کامل آزادی حاصل ہے۔ کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ دوسرے کو اپنے مذہب کے قبول کرنے پر مجبور کرے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے تو ایک مسلم کا فرض ہے۔ کہ اسے روکے خواہ جبر کرنے والا مسلمان ہو اور ایک غیر مسلم مجبور ہو۔ (بقر ۱۷۰۔ ۱۲۳)

یہ باتیں عجیب معلوم ہوں گی۔ کیونکہ جہاد کے متعلق یار و اغیار بہت کچھ غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اور ہر قسم کی بیہودہ داستانیں جہل و تعصب کے باعث مشہور عام ہیں۔

آپ قرآن پڑھیں اور قرآن ہی آنحضرت کے افعال کی روشنی میں آنحضرت کے اخلاق اخلاق قرآن تھے۔ قرآن کریم میں سب سے پہلا حکم جنگ کے لئے ان کو دیا گیا تھا جن پر ان کے دشمن جنگ کر چکے تھے۔ جو ہر طرح پر ستائے جا چکے تھے جنہیں گھروں سے نکالا جا چکا تھا۔ (باقی آئندہ)

تبلیغی توپخانہ صرف چھ روپیہ میں

آج دوست و دشمن ہر دو اس بات کے معترف ہیں کہ نور کے پرانے فائل سکھوں اور آریوں میں تبلیغی مضامین کے لحاظ سے اپنی آپ ہی نظیر ہیں۔ بسا اوقات ایک ایک مضمون کے لئے ہزاروں صفحوں پر دیدہ ریزی کرنی پڑتی ہے۔ فائل ہر ماہ (۱۹۱۱ تا ۱۹۱۶ء) جن کی مجموعی قیمت بارہ روپے ہے مگر صرف چھ روپے۔ منیجر نور قادیان

شذرات

KHILAFAT LIBRARY

اسلامی روحانیت کا اثر ہندو روحانیت پر

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اسلامی توحید نے ہندو مذہب پر ایک خاص اثر ڈالا۔ اسلامی توحید کے بعد ہی ہندو مذہب سے مختلف فرقے نکلے جنہوں نے پرستاران توحید ہونے کا دعوےٰ کیا۔ اس سے قبل ہمیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی چنانچہ اسلامی تصوف نے بھی ہندو مذہب پر ایک خاص اثر ڈالا۔ اس کے متعلق مشہور متعصب اخبار پرتاپ بھی اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ چنانچہ یہ اخبار لکھتا ہے

"رامانج سے تین صدی بعد شمالی ہند میں ایک اصلاحی تحریک کا آغاز ہوا۔ جس کا سرچشمہ رامانند جی تھے۔ وہ نہ صرف اعلیٰ پایہ کے سنت بلکہ شاعر بھی تھے۔ ان کے پرچار کا شمالی ہند میں اتنا بڑا اثر ہوا۔ کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ ان کے معتقد بن گئے۔ آپ مذہب اور قومیت کے امتیاز کا کوئی لحاظ نہ کرتے ہوئے۔ پریم کا پرچار کرتے تھے آپ کے عقیدہ میں برہمن مسلمان اور اچھوت یکساں طور پر حصہ دار بن گئے۔ آپ کے زمانہ میں زبردست مسلمان صوفیوں مثلاً عطار، سعدی جلال الدین رومی اور حافظ وغیرہ کی شاعری اور ان کے رموز تصوف کا بڑا چرچا تھا اور تصوف کے مسائل کو ہندوستان بھر کے مذاہب میں وہ دخل حاصل ہوا تھا۔ جس نے اصل مذہب پر پردہ ڈال دیا تھا۔ رامانند نے مسلمانوں کے اس تصوف کو برہمنوں کے مذہبی عقیدہ کے رنگ میں رنگ کر اسے ویدانت کے اندر جذب کر دیا"

(پرتاپ ۲۷ر فروری)

جادو وہ جو سر چڑھ بولے اسی کا نام ہے۔ باوجود اسلام کی بہترین توحید اور تصوف سے مستفید ہونے کے بھی آریوں نے اسلام کی کیا قدر کی؟ چپ ہی بھلی

عقیدہ کا دھرم کونسا ہے

پرکاش لکھتا ہے کہ "برخلاف اسلام اور عیسائیت ویدک دھرم محض عقیدہ کا دھرم نہیں ہے"

معلوم ہوتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب پرکاش کو کبھی قرآن پاک

KHILAFAT LIBRARY

کے پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ورنہ اپنی عدم واقفیت کا ایسا ثبوت نہ دیتے۔ قرآن پاک میں صاف لکھا ہے ان الذین امنوا و عملوا الصالحات۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایمان لانے کے بعد نیک کام کیئے۔ وہی فلاح پائیں گے۔ اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ ایمان یا عقیدہ اعمال کا پہلا زینہ ہے۔ اگر میرا کسی چیز پر یقین نہیں تو میں اس پر عمل کیسے کرسکتا ہوں۔ اسلام کے لئے اسی کے واسطے جگہ ہے۔ جو کم از کم عقاید صحیحہ تو رکھتا ہو۔ جو دہرم کا پہلا زینہ ہے۔ مگر مجھے معاف رکھا جائے کہ آریہ سماج عمل تو الگ عقیدہ کا بھی قائل نہیں۔ اس کے لئے میں آریہ سماج کے ایک بہت بڑے لیڈر کی شہادت پیش کرتا ہوں

ویدوں کو الہامی نہ ماننے والے آریہ سماج کے لیڈر

شری سوامی شردھانند گورنر گوروکل سابق لالہ منشی رام آنجہانی جن کے سامنے دو زانو بیٹھ کر اڈیٹر پرکاش نے بہت کچھ حاصل کیا ہے۔ وہ ستیہ دہرم پرچارک مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۱۲ء میں لکھتے ہیں کہ:۔

"جو سوال آپ کے روبرو پیش کیا جاتا ہے۔ وہ گوشت خوری کے سوال سے کئی درجہ بڑھ کر ہے کیا ناستک یعنی ویدوں کو ایشورکرت نہ ماننے والے آریہ سماج کے لیڈر اور بڑے بڑے ادہیکاری ہوسکتے ہیں۔ ایک ادہیکاری مہاشہ سے کچھ عرصہ ہوا میں نے دریافت کیا۔ کہ آپ ویدوں کو ایشورکرت مانتے ہیں۔ جواب دیا کہ جیسا کہ دس اصولوں میں لکھا ہوا ہے۔ ویسا مانتا ہوں۔ دیگر وید ایشورکرت ہیں ایسا مطلب ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو سوال کا جواب ہاں ہونا چاہیئے۔ اگر صورت دوم ہے۔ تو سوال نفی اکثر اصحاب کو سیدہا ہاں یا نہ کرنے میں تامل ہوتا ہے۔ عموماً اس قسم کے جواب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مذکورہ بالا مجھ کو ملا ہے۔ آپ سے سچ کہتا ہوں۔ کہ مجھ کو کبھی خیال تک نہیں گذرا کہ اصولوں میں لفظ کرت نہ ہونے سے کچھ اور بھی اس کا مطلب ہوسکتا ہے۔ جہاں تک سوامی جی کا ذاتی یقین اس کے بارے میں ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ سوامی جی لکھتے ہیں کہ چار ویدوں کو دہرم یکت ایشور پرمنت سنگھتا منتری بہاگ کو بھی نربہرانت سوتہ پرمان مانتا ہوں۔ چونکہ سوامی جی نے ان نیموں کا پرچار اپنی زندگی میں کیا۔ اس سے اس کا مطلب سوامی جی کے سچے سدہانتوں کے برخلاف نہیں ہوسکتا۔ پس جو پرش اس سوال کا جواب یہ نہ دیویں کہ ہاں میں ویدوں کو ایشورکرت مانتا ہوں۔ ضرور اصولوں کے کچھ اور ارتہہ کرتے ہیں۔ اور ویدوں کو ایشورکرت ماننے میں ان کو تامل ہے۔ ویدوں کو ایشورکرت نہ ماننے والے ناستک ہیں۔ جب ایسے مہاشے سماج کے بڑے ممبر اور ادہیکاری ہوسکتے ہیں۔ تو کس کا مقدور ہے کہ مانس بھکشن ناجائز ٹھیرائے۔ وید آریہ سماج کی بنیاد ہے۔ جب ویدوں کو ہی اڑا دیا۔ تو مول کی عدم موجودگی میں شاخ پتے کہاں رہ سکتے ہیں۔ ایسا ماننے والے ایک نہیں بلکہ اغلب ہے۔ کہ بہت سے ہوں"

اب یہ ست دہرم پرچارک گوروکل کانگڑی کا اقتباس میری کسی حاشیہ آرائی کا محتاج نہیں۔ یہ آریہ سماج کے مسلمہ لیڈر جناب لالہ منشی رام سوامی شردھانند آنجہانی کا لکھا ہوا ہے۔

اب صاف ظاہر ہے کہ سوامی شردھانند آنجہانی معمولی آدمی نہیں تھے۔ بلکہ آریہ سماج کے مسلمہ لیڈر تھے اور ان کے قول کے مطابق آریہ سماج کے ادہیکاری اور لیڈر ویدوں کو الہامی نہیں مانتے) اب وہ وید جو آریہ سماج کے لیڈروں کی بھی تسلی نہیں کر سکتے وہ اوروں کے لئے کہاں تک تسلی کا موجب بن سکتے ہیں ایسے کسی اور کی نسبت جناب مہاشہ کرشن اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔)

دوسری شہادت

اخبار پرکاش ۲۳ جیٹھ سمت ۱۹۷۰ بکرمی میں پروفیسر مہاشہ رام دیو جی نے ایک مضمون چھپوایا تھا۔ جس کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"مجھے اشچرج (تعجب) اس بات کا ہے۔ کہ آپ اپنی آواز آریہ سماج کے ان خانہ زاد دشمنوں کے برخلاف کیوں نہیں اٹھاتے۔ جو وید کو نہ مانتے ہوئے آریہ سماجی بنے پھرتے ہیں۔ اور آریہ سماج کو گھن کی طرح لگے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ پرماتما ہی جانتے ہیں کہ کتنے کوملی اور شردھا آریہ سیوکوں کی جیون آدھار شردھا کے ناش کیلئے ذمہ وار ہیں۔ آریہ سماجی سمجھ کے لوگ ان کے پاس جاتے ہیں۔ اور واپسی پر اپنا وشواش ڈھیلا پاتے ہیں۔ اگر یہ لوگ کھلے طور مخالفت کریں تو ان کے دام میں لوگ نہ پھنسیں۔ ایسے کئی آدمی ہیں دو تو ایسے ہیں جنہوں نے میرے سامنے اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ وہ ویدوں کو ایشورگیان (الہامی) نہیں مانتے اور پھر بھی آئندہ سبھاسد بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک تو رائے بہادر مولراج ایم۔ اے ہیں جنہوں نے اپنے مکھاربند (زبان مبارک) سے مجھے خود فرمایا تھا۔ کہ وہ وید کو ایشور یہ گیان نہ کبھی مانتے تھے اور نہ اب مانتے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتلایا تھا۔ کہ انہوں نے یہ کوشش کی تھی۔ کہ رشی دیانند آریہ سماج کے تیسرے نیم کو اس پرکار بدل دے۔ جس سے وید کو نہ ماننے والے بھی آریہ سماج میں شریک ہوسکیں۔ ..... مگر حیرانی یہ ہے۔ کہ یہ مہاشہ کئی سال سے آریہ سبھاسد بنتے ہی رہتے ہیں۔ بہتوں کو یہ معلوم ہے۔ کہ ان کی یہ اوستھا (حالت) ہے۔ لیکن سدہانتوں کے متعلق سوسائٹی ہیں سہلتا آچکی ہے۔ کہ جب تک کوئی شخص خود الگ نہ ہوجائے آریہ سماج کی طرف سے کوئی سوال نہیں اٹھایا جاتا۔ دوسرے مہاشہ کا نام میں اس سمے نہیں لکھتا۔ وہ نوجوان ہیں اور دیس سیوا کے کام میں لگے ہوئے ہیں اور بھی چند مہاشے ہیں"

نور: اب وہ لوگ جو ویدوں کو الہامی نہیں مانتے آریہ سماج میں تو ان کی سمائی ہوسکتی ہے۔ مگر وہ لوگ جو قرآن کریم کو الہامی مانیں ان کے لئے اسلام میں کوئی جگہ نہیں۔ اب غور کرو کہ ان مذکورۃ الصدر امثال سے اور نیز اور آریہ مذہب کے "عقیدہ کے مذہب" ہونے میں بھی شبہ ہے۔ اعمال تو اس کے بعد کا زینہ ہے

آریوں کا اصلاحی قدم

اگر صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا نہ کہنا چاہیئے۔ ۲۴ فروری کو پنڈت چموپتی ایم۔ اے کا لیکچر باغ بیرون موری دروازہ ہوا آپ نے یہ کہا کہ ویدوں وغیرہ میں یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ اپنے دشمنوں کو دکھ دو" مجھے یہ پڑھ کر بہت خوش ہوئی۔ کیونکہ اگر آریہ دوستوں کے قلوب آج اس امر کو محسوس

KHILAFAT LIBRARY

کرتے ہیں کہ ایسی تعلیم رواداری سے کوسوں دور ہے۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ کہ آریہ صاحبان ہمت کر کے ستیارتھ پرکاش کی یہ تعلیم کہ "جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی (جو ویدوں کے مطابق ہوں) تحقیر کرتا ہے۔ اس وید کی مذمت کرنے والوں کو ذات اور پنگت اور ملک سے باہر نکالدینا چاہیئے"۔ کو بھی ستیارتھ پرکاش سے اور یجروید کے ۱۳/۱۲ جیسے منتروں کو بھی وید سے نکالدیں۔ بہرحال مجھے توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ آریہ صاحبان نے جہاں اصلاح کے لئے پرانوں اور شاستروں تک کی پرواہ نہ کی۔ ان کے لئے اصلاح کے واسطے اور قدم اٹھانا کوئی مشکل نہیں

رواداری کی بہترین مثال

پنڈت چموپتی ایم۔ اے نے اپنے اس لیکچر کو جاری رکھتے ہوئے۔ کہا کہ:۔

"مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کی نسبت کوئی خراب الفاظ استعمال نہ کرو۔ میرزا غلام احمد قادیانی کی شان میں برے الفاظ نہ بولو۔ اور قران کی بابت اچھی طرح سے ذکر کرو۔ دوسری طرف میری یا ہندوؤں کی رواداری ہے کہ چاہے جس کے خلاف چاہو جو کچھ کہو ہمارے کان پر جوں نہیں رینگتی"۔ مگر اس کے ساتھ ہی آپ فرماتے ہیں۔

"آپ چاہے۔ جتنی مرضی ہو سوامی جی کے خلاف کہو انپر حملے کرو۔ میں یہی کہوں گا۔ سوامی جی کے برخلاف خراب کلمات استعمال کرنا چاند پر تھوکنا ہے"۔

(پرتاپ ۲۶ فروری)

واہ واہ جوں تک رینگنے کا کیسا ثبوت ہے۔ یہ تو جوں نہ رینگنے کی حالت میں ہے۔ خدا جانے رینگنے کی حالت میں کیا ہو۔

اس کے مقابل اسلام کیا کہتا ہے

اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ کسی ہادی یا بزرگ کی شان میں خواہ وہ کسی مذہب کا ہو برے یا گستاخانہ الفاظ میں مت یاد کرو۔ بلکہ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کی رواداری اور کیا ہوسکتی ہے کہ وہ شری رام چندر جی اور شری کرشن جی کو بھی واجب الاحترام بزرگ سمجھتے ہیں۔ اور ان کی شان میں کچھ کہنا اپنے بزرگوں کی شان میں کہنے کے برابر سمجھتے ہیں۔ اور اصلاح یا صلح بھی تبھی ہوسکتی ہے۔ جب ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کیا جائے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ نکتہ چینی نہ ہو۔ ہو مگر احسن طریق اور مہذب پیرائے میں جس سے دوسرے کے جذبات کو چوٹ نہ لگے۔ بھلا یہ کہاں کی اصلاح اور رواداری ہے کہ چونکہ ہم اپنے بزرگوں کی شان میں برا کہنے والے کو برا نہیں کہتے۔ (حالانکہ کہتے ہیں) پھر جب ہم دوسرے کے بزرگوں کو برا کہیں تو وہ کیوں برا منائے۔ بھلا یہ کوئی اصلاح کا طریق ہے۔ اصلاح کی صورت یہی ہے۔ کہ بزرگوں کی عزت کرنا سیکھو۔ اور جسے تم حق سمجھتے ہو اگر وہ دوسروں تک پہنچاؤ۔ تو احسن طریق کے ساتھ جیسا کہ قران پاک کا یہ ارشاد ہے۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن۔

یعنی لوگوں کو عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کی طرف بلاؤ۔ اور ان کے ساتھ بحث بھی کرو تو ایسے طور پر کہ وہ بہت ہی پسندیدہ ہو۔

سمجھ آگئی

اپنے اسی لیکچر میں پنڈت چموپتی جی نے کہا کہ:۔ "میرے خیال میں حضرت محمد کے ہاتھ میں تلوار دینا آپ کی شان میں گستاخی ہے آپ نے کبھی تلوار نہیں اٹھائی کسی کا سر قلم نہیں کیا"۔

یہ صحیح ہے اور پنڈت صاحب موصوف نے ٹھیک سمجھا ہے جس مذہب کا یہ ارشاد ہو لا اکراہ فی الدین یعنی دین کے معاملہ میں کچھ جبر نہیں ہے۔ جس کا یہ ارشاد ہو فمن شاء فلیومن فمن شاء فلیکفر یعنی جس کا دل چاہے۔ ایمان لائے۔ جس کا دل چاہے انکار کرے بھلا ایسے بہترین مذہب کے واجب الاحترام پیشوا کے متعلق کبھی خیال ہوسکتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے مذہب کے پھیلانے کے لئے تلوار اٹھائی ہو ہرگز نہیں ہم پنڈت صاحب موصوف کو اس شق میں راستی کی طرف قدم اٹھانے کے لئے مبارکباد دیتے ہیں۔

پروفیسر رام دیو کا لیکچر

پروفیسر رام دیو جی نے ۱۵ فروری کو آریہ سماج لاہور میں اسلام کے برخلاف ایک لیکچر دیا یہ پروفیسر صاحب موصوف کا کوئی نیا لیکچر نہیں تھا یہ وہی لیکچر ہے۔ جو آپ ۱۹۲۰ء میں آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر ایک دفعہ دے چکے ہیں۔ اور جس کا مفصل جواب خاکسار ایڈیٹر نور نے ۳ جنوری ۱۹۲۱ء کے نور میں دیا تھا۔ اور بعد میں یہ جواب کتابی صورت میں بنام "ایک آریہ کے چھ سوالوں کا جواب" شایع ہوچکا ہے۔ اس جواب کو اور تو اور خود پروفیسر موصوف نے بھی بہت پسند کیا تھا۔ قیمت ۲/ دفتر نور سے طلب کیجئے۔

مجھے حیرت ہوئی کہ جب بڑے بڑے آریہ سماجی لیڈر بھی اسلام پر ایسے اعتراض کر جاتے ہیں جن کے نیچے وہ خود بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً پروفیسر رام دیو صاحب نے اپنے اس تازہ لیکچر میں اسلام کے کثرت ازدواج پر بہت اعتراض کئے ہیں۔ مگر جب خود آریہ سماج کے بڑے بڑے لیڈر اور رشی بھی کثرت ازدواج کے حامی اور عامل ہے۔ تو پھر پروفیسر صاحب موصوف کو اسلام پر کیا اعتراض

ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والے آریہ بزرگ

(۱) کدتب رشی جو ابتدائی زمانہ میں گذرے ہیں ایک مشہور رشی ہے۔ دو بیویوں کے خاوند تھے۔ ان کی ایک بیوی کا نام دتی۔ اور دوسری کا نام ادیتی تھا۔ آریہ اتہاسوں میں لکھا ہے۔ کہ دیتی سے دیت اور ادیتی سے دیوتا پیدا ہوئے۔ یعنی دیوتا بھی اسی باپ کی اولاد ہیں۔ جس نے زیادہ بیویاں کیں (۲) راجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں۔ کوشلیا۔ کیکئی اور سومترا ان تینوں رانیوں میں سے چار پتر شری رامچندر مہاراج بھرت جی لکشمن جی اور شترگن جی پیدا ہوئے راجہ دشرتھ کے وقت میں آریہ اتہاسوں کی رو سے ویدک تہذیب نصف النہار پر پہنچ چکی تھی۔ اگر پروفیسر رام دیو صاحب کے خیال کے مطابق ویدوں کی رو سے ایک سے زیادہ شادیاں کرنا پتی برت دھرم کو توڑنے کے برابر سمجھا جاتا۔ تو شری رام چندر جی اپنے وقت یا بالعد یا زمانہ حال میں بھی ویدک دھرم کے لئے اوتار مہا رشی یا پوجنیہ بزرگ کبھی نہ مانے جاتے اور ویدوں کے پیرو انکی ہرگز عزت نہ کرتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وہ شری رام چندر جی کی تصویروں کی بہت عزت کرتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

شری رام چندر جی کے متعلق جن کے پتا نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں کبھی کسی نے شبہ نہیں کیا۔ اور نہ ہی ان پر کوئی دوش لگایا جاتا ہے۔

(۳) دھجے ایک بڑے بزرگ رشی ہو گذرے ہیں۔ ان کی ایک دو بیویاں نہیں بلکہ ایک سو بیویاں تھیں۔ ایک بیوی کے بطن سے کردن رشی پیدا ہوئے۔

(۴) مہرشی یاگولکیہ کی جن کا درجہ ویدک وہرمی رشیوں میں بہت بلند ہے "دو" بیویاں تھیں گارگی اور میتری ان دونوں دیویوں کے علم وفضل کی ہندو اور آریہ قوم مداح ہے۔

(۵) شری کرشن جی مہاراج کے والد واسدیو نے سات عورتوں سے ایک ہی وقت میں شادی کی۔ سب سے چھوٹی یعنی دیوکی کے بطن سے کرشن جی پیدا ہوئے۔

(۶) شری کرشن جی مہاراج نے خود متعدد عورتوں سے شادی کی۔ سناتنی تو ان کی ہزاروں بیویاں بتاتے ہیں۔ لیکن آریہ ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والے والد کی اولاد ہونے

. . . .

اور ایک سے زیادہ بیویاں بیاہنے کے باوجود بھی شری کرشن جی مہاراج کو مہاپرش اور قابل تعظیم ہستی سمجھتے ہیں بلکہ بھگوان کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(۷) راجہ پانڈو کی دو عورتیں تھیں کوروکے باپ دہرت راشٹر کی ایک سے زیادہ عورتیں تھیں۔ ارجن کی دروپدی کے علاوہ تین عورتیں اور تھیں۔ جن میں سے ایک کرشن مہاراج کی بہن تھی۔

(۸) مہاتما بدھ کے پتا راجہ سدھودہن کی دو رانیاں تھیں اور دونوں سگی بہنیں تھیں۔

اب ان مذکورہ بالا حوالوں سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ بزرگان کرام تعداد ازدواج کے حامی تھے۔

اسپر سمجھدار آریوں کی رائے

چنانچہ اس بات سے تنگ آکر ایک بار مشہور آریہ بزرگ رائے بہادر پنڈت آتمارام انسپکٹر آف سکولز بڑودہ ریاست نے ایک آہ سرد کھینچکر یہ کہا تھا جسے ۱۵ ماگھ ۱۹۱۸ء کے پرکاش نے بدیں الفاظ درج کیا تھا۔

"جوش میں آکر کہہ دینا بہت آسان ہے پرنتو لیکن عملی گورکھ دھندا کو سلجھانا بہت مشکل ہے رشی یاگھ ولکیہ کی دو بیویاں تھیں کیا وہ شودر تھا؟ راجہ دشرتھ کی تین بیویاں تھیں جن میں رام چندر اور لکشمن بھرت جی اور ستر گھن پیدا ہوئے۔ کیا یہ راجہ شودر تھا"

بلاشبہ رائے بہادر آتمارام کا مطالبہ بہت زبردست ہے اور آریہ سماج سے اس کا جواب بر آنا بہت مشکل ہے پبلک پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر تقریر کے رو میں ایک سے زیادہ بیویاں کے کرنے والوں پر اعتراض کر دینا بہت آسان ہے مگر بقول رائے بہادر ماسٹر آتمارام صاحب عملی گورکھ دھندے کو سلجھانا بہت مشکل ہے۔ اب میں پروفیسر صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ویدک تعلیم کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ یا یہ بزرگان کرام اور اگر آپ کے خیال میں ان بزرگوں کا یہ فعل ویدک تعلیم کے خلاف ہے تو کیا آپ اس کا علانیہ اظہار کرنے کے لئے تیار ہیں۔

کثرت ازدواج وطلاق

(از قلم جناب خانبہادر میرزا سلطان احمد خانصاحب)

گذشتہ سے پیوستہ

ایک پنجابی کہاوت ہے۔

۹۹ نرڑ ایک نکاح

یعنی فی صدی ۹۹ محض زبردستی کے نکاح ہوتے ہیں۔ اور فی صدی ایک اصل نکاح ہوتا ہے۔ یہ اوسی قول کے مطابق ہے۔ جو ایک انگلش لیڈی نے لاٹری کے مفہوم میں نکاحوں پر ریویو کیا ہے۔

ہم ہزاروں دفعہ منہ سے کہے جاتے ہیں۔ کہ طلاق واجب اور جائز نہیں۔ اور جس قوم یا جس مذہب میں یہ درج ہے یا یہ اجازت دی گئی ہے۔ وہ مذہب ظلم اور جبر کی حمایت کرتا ہے۔ لیکن جب لوگ عملی دائرہ میں کرتے ہیں۔ تو ایک خاموشی کے ساتھ اس پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں۔ کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ ہندوؤں، عیسائیوں، میں مرد اور عورتوں کے درمیان منافرت نہیں ہوتی۔ اور کیا یہ منافرت ان کی جدائی کا باعث نہیں ہوا کرتی۔ اور وہ ایک دوسرے سے مدت العمر تک جدا نہیں رہتے۔ اگرچہ ایسی منافرت اور ایسی علیحدگی کی کیسی ہی تاویل کی جائے۔ مفہوم تو اس کا یہی نکلتا ہے کہ معاہدہ میں فرق آگیا ہے۔ اور دونوں کی زندگی ایک کشمکش میں پڑ گئی ہے۔ کیا ایسے دونوں فریق، اس کشمکش کی زندگی سے تنگ آکر بعض دفعہ خودکشیاں نہیں کر لیتے۔ یا اون میں مقدمات نہیں اٹھتے۔ اور کیا ان کی طبیعتیں یہ نہیں چاہتی ہیں کہ کسی نہ کسی طرح اون کا دائمی فیصلہ ہو جائے۔ یہ جدا بات ہے کہ اپنے اپنے رسوم یا قوانین کی پابندی سے وہ ایسا کرنے کی جراءت نہ کر سکیں ہر قوم میں مرد و عورت کی جدائی ایک وقف اور ایک بحث چاہتی ہے۔ اور دونوں فریق رفتہ رفتہ کوشش کرتے ہیں کہ اس کشمکش سے زندگی نکل جائے۔ طلاق کیا ہے۔ معاہدہ نکاح کا کسی جہت سے فسخ ہو جانا۔ یا دونوں فریقوں میں سے کسی فریق کے دل میں اس کے انفساخ کی آرزو پیدا ہونا جب ایک معاہدہ میں واقعی کمزوری پیدا ہو گئی ہے۔ اور فریقین ایک دوسرے سے دل میں بدظن ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ کیوں زندگی کو ایک کشمکش میں سے نکالنے کے واسطے چارہ جوئی نہ کی جائے۔ لوگ روزانہ ایسے معاہدات توڑتے رہیں۔ بیوی کہیں ہوتی ہے۔ اور میاں کہیں مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کے روادار نہیں ہوتے۔

یہ سوال کہ کیوں یہ معاہدہ ٹوٹ جاتا یا ٹوٹ سکتا ہے۔ اون خاص واقعات پر غور کرنے کا مستدعی ہے۔ جو روزمرہ ہمیں خود اپنی اور اپنے ابنائے جنس کی زندگی میں پیش کرتے ہیں۔ بے شک یہ صحیح اور درست ہے۔ ان ہی معاہدات میں سے بہت سے معاہدات قایم رہتے ہیں۔ اور ان میں کوئی نقص نہیں ہوتا۔ اور نہ کوئی ترمیم ہوتی ہے۔ مگر اس سے

یہ تو لازم نہیں آتا کہ جو معاہدات ٹوٹ جاتے ہیں۔ وہ بھی اس مد میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ بحث کی جاتی ہے۔ کہ کن کن بواعث سے ایسے معاہدات ٹوٹ جاتے ہیں۔ یا ٹوٹ سکتے ہیں۔ یہ ایک انفرادی بحث ہوگی ممکن ہے کہ ایک باعث ایک شخص کے مقابلہ میں انفساخ کا موجب ثابت ہو۔ اور دوسرے کے مقابلہ میں وہی موجب کوئی بھی اثر اور نتیجہ نہ رکھے۔ مثلاً ایک شخص کے نزدیک عورت یا مرد پر کسی قسم کی تکلیف وہ شبہ ہی کا کیا جانا ایک خاص اثر رکھتا ہے۔ اور دوسرے کے نزدیک یہی شبہ ایک سنگین الزام ہوتا ہے۔

بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ سوائے کسی شرمناک الزام کے کوئی اور باعث موجب انفساخ اس معاہدہ کا نہیں ہو سکتا ہے۔ یا کم از کم ایسا نہیں ہونا چاہیئے یہ ایک یکطرفہ فیصلہ ہے۔ شکست معاہدہ نکاح کے واسطے بعض وقت محض کسی فریق کی بدزبانی اور بدخوئی ہی ایک کافی وجہ ہو جاتی ہے۔ عموماً ایسے معاہدات کے وجوہ انفساخ حسب ذیل ہو سکتے ہیں۔

(الف) کوئی شرمناک الزام
(ب) کوئی شرمناک خصلت
(ج) آوارگی طبع
(د) خوفناک عادتیں
(ذ) کوئی متعدی یا مہلک بیماری
(ر) بانجھ پن
(ز) بدصورتی (ح) بدسیرتی
(ط) بدمذہبی وغیرہ وغیرہ

اس قسم کے اور بواعث انفساخ بھی ہو سکتے ہیں اور ان میں سے بھی بعض موجبات اس قسم کے ہیں۔ کہ وہ بذاتہ کسی نہ کسی فریق کے لئے محرکات انفساخ ہو سکتے ہیں اور ہم روز دیکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں ان ہی وجوہ سے انفساخ ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ کوئی شخص ایسے موجبات کے پیش کرنے پر مارے شرم یا رسوم کی پابندی کے معاہدہ توڑتے نہیں مگر ایک کوئی شخص خوش نہیں رہ سکتا۔ اور نہ اس کی زندگی کشمکش سے محفوظ رہ سکتی ہے۔ ایک مرد اپنی بیوی میں اور ایک بیوی اپنے خاوند میں کوئی شرمناک عادت دیکھ کر خاموش تو رہ سکتی ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی طبیعت میں اس کا خیال اور روک نہ ہو۔ ایک بدزبان بیوی بہت سے بچے تو دے سکتی ہے۔ لیکن خاوند یا خاندان کو نہیں خوش کر سکتی۔ ایک ظالم خاوند بیوی کی اولاد کی پرورش تو کرتا ہے۔ مگر بیوی کی ذلت سے دریغ نہیں کر سکتا۔ اور خاوند اولاد کا نگران مگر نہیں کہا جائے گا۔ کہ دونوں کی طبیعت کشمکش سے پاک و صاف ہو یا دونوں کا خوش اسلوبی کے ساتھ نباہ ہو سکتا ہے جو لوگ یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ سوائے ایک واقعہ بدچلنی کے اور کوئی خصلت یا عارضہ شکست معاہدہ کا موجب نہیں ہو سکتا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ لوگ نظائر پر غور نہیں کرتے یا نظائر کے چھپانے میں کوشش کرتے ہیں۔ دنیا میں گن گن کر بتلایا جا سکتا ہے۔ کہ محض معمولی واقعات سے بھی میاں بیوی کے درمیان اس قسم کی مناقشت اور ناچاقی پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ مدۃ العمر صفائی ہی نہیں ہوتی۔ اور یہ عام آدمیوں میں ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے عاقبت اندیش اور دانا پڑھے لکھوں میں بھی صورت پذیر ہوتی ہے۔

جاؤ امریکہ میں اور دیکھو کہ کن کن حالات و معمولی عذرات پر عدالتوں میں طلاق کی درخواستیں گذر کر کامیاب ہوتی ہیں۔ جس بانی شریعت یا بانی قوانین نے ایسے معاملات کی وسعت پر غور اور نظر کی ہے۔ اوس نے قانون یا شریعت میں یہ بحث اٹھائی ہے۔ کہ ایسی حالتوں میں باعتبار تمدنی ضرورتوں کے کیا کرنی چاہیئے۔ اور جس قانون بنانیوالے نے ایسے معاملات اور ایسی ناگزیر حالتوں پر غور کرنے کی تکلیف گوارا نہیں۔ وہ اپنے پیرووں کے واسطے کوئی ایسا قانون نہیں بنا سکا۔ جو زندگی کی کشاکش سے رہائی دلا سکتا ہو۔

یہ جدا بحث ہے کہ جن لوگوں میں ایسا قانون نہیں ہے۔ وہ ایسا ناگزیر واقعات کے پیش لرنے پر خود بخود کن چارہ جوئیوں کرنے کے عادی ہیں۔ مقدم یہ بحث ہے۔ کہ کس کس قانون میں ایسے معاملات پر بحث کی گئی ہے۔ جو قانون شریعت ایسے حالات کی نسبت بحث نہیں کرتی۔ وہ درحقیقت ایک عملی کیفیت کا اخفا کرتی ہے اور فطرت کش ہے۔ اور باوجود جاننے کے کوئی علاج پیش نہیں کرتی۔ فرض کرو ایسے قانون یا ایسی شریعت کے مقتدیوں میں سے ایک مرد یا ایک عورت مبروص یا مجذوم ہے۔ اور دونوں نوجوان ہیں۔ جو قانون یا جو شریعت ایسے معاہدہ کی پابندی پر زور دیتا ہے۔ وہ کوئی اس کا علاج پیش کرے۔ جس سے دونوں فریق ایک دوسرے کے ساتھ مل جل سکیں اور ایک کی نگاہ میں دوسرا مکروہ ثابت نہ ہو۔ اور ایک صحیح الحالت فریق دوسرے فریق کے حالات سے آگاہ ہو کر بھی اپنی زندگی خوش خوش بسر کر سکے۔ ممکن ہے۔ کہ صدہا آدمیوں میں سے کوئی ایسا فرد بشر بھی راسخ المحبت نکل آئے لیکن یہاں بحث عمومیت کی ہے۔ کیونکہ قانون اور شریعت افراد مستثنیٰ کے واسطے نہیں ہوتی۔ اس کی وسعت عام ہوتی ہے۔ اسی قدر نہیں بلکہ یوں بھی شرائع صرف یہی علاج پیش کر سکتی ہیں۔ کہ دونوں فریق صابر اور قانع رہیں یہ علاج اور تدبیر نہیں ہے۔ بلکہ ایک تحکم ہے۔

ایسے تحکم سے کوئی تابع قانون یا شریعت پر زور نہ ہو نہیں ہو سکتا۔ مگر اس کے دل پر جو صدمہ گذرے گا۔ اوس کا علاج سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایک قانون یا ایک شریعت کے ماتحت عمر بھر جلتا بھنتا رہے یا سوسائٹی کے سر کو دعائیں دے۔ جو کوئی علاج تجویز نہیں کرتی ہے۔ ایسے نامکمل قانون کے ماتحت زندگی بسر کرنا خود کو ایک مشکل میں ڈالنا ہے۔

ایسے حالات کے پیش آنے پر اگر کوئی قانون یا شریعت کوئی چارہ جوئی یا علاج بتلا سکتا ہے۔ تو وہ دو حال سے خالی نہیں۔

(الف) یا تو یہ کہ فرد ثانی کے ساتھ باوجود مکروہ حالات کے بھی طوعاً و کرہاً گذارا کیا جائے۔

(ب) اور یا یہ کہ ایسا فرد ثانی جدا کر دیا جائے۔ یا اسے اوس کی خاص رعایت سے موجودہ معاہدہ میں قایم رکھکر کوئی اور ضمنی تجویز کی جائے۔

اگر کوئی قانون پہلی تجویز پیش کرتا ہے۔ تو وہ بادی النظر میں دونوں فریقوں کے حق میں ایک وبال جان ہے۔ فرض کرو ایک عورت بدکار ہے۔ ایک خاوند عورت کو بالکل تنگ رکھتا ہے۔ اور اس کے حقوق کافی حد سی

پا پیچ بھی خیال نہیں کرتا۔ ایک قانون انہیں حکم دیتا ہے۔ کہ تمہارا جدا ہونا یا طلاق لینا دینا جائز نہیں اور نہ کوئی دوسرا نکاح کر سکتا ہے۔ اس صورت میں اس کے سوا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں کی زندگی مدت العمر تک ایک کش مکش میں گذرے گی۔ کہ جو کوئی علاج نہیں رکھتی۔

دوسری تجویز کی دونوں شقیں قابل عمل اور قابل غور ہیں۔ اگر ایک مبروص یا مجذوم یا ایک بانجھ کی موجودگی میں دوسری شادی کی جائے۔ تو اس عورت کے حق میں ایک خاص رعایت ہے۔ مرد کی زندگی بھی نبھ اور عورت بھی معاہدہ میں بیٹھی رہی۔

اس تجویز کی دوسری صورت میں عورت جدا کر دی جائے گی۔

اسلام نے ایسے حالات میں کیا حکم دیا ہے

چونکہ اسلام اور اسلام کے لانے والے نے بحیثیت ایک مقدس متأہل ہونے کے فطری ضروریات کے ماتحت ایسے سب معاملات اور مشکلات پر غور کر لیا تھا۔ اس واسطے اس کے قانون اور شریعت میں ایسی تکلیفات کے رفع کرنے کا عملی علاج بتلایا گیا ہے۔ گو اسلامی مداوا بادی النظر میں دوسری قوموں میں اور دوسرے اہل مذاہب کے نزدیک مکروہ معلوم دیتا ہے لیکن اگر وہ اپنی مشکلات اور تکلیفات پر صداقت سے غور کریں گے۔ تو اُن کا نکتہ چین دل بہ آسانی یہ بات مان جائے گا۔ کہ اسلامی مداوا ایک فطری اور نیچرل مداوا ہے۔ یہ جدا بات ہے۔ کہ اس پر عمل نہ کریں مگر ایسی ضروریات کے پیش آنے پر سوجھتی وہی ہے جو اسلام نے ۱۳ سو سال سے بتلا رکھی ہے۔ اور سچ پوچھو تو اسلام ہی نے یہ ہمیں بتلایا ہے۔ بلکہ دوسری قوموں اور دوسرے مذاہب نے عملی رنگ میں یہی طریقہ انتخاب کر رکھا ہے۔ یہود میں ایسے علاج توریت کے حوالہ سے مستند ہیں۔ حضرت ابراہیم، داؤد، سلیمان وغیرہ انبیاء علیہم السلام نے توریت کے احکام کے مطابق عمل بھی کر کے دکھا دیا

(باقی آئندہ)

KHILAFAT LIBRARY

اسلامی مساوات و رواداری

محمد بن قاسمؒ فاتح سندھ کا حسن سلوک

اگرچہ عرب سندھ میں اہل سندھ کی اشتعال انگیزی کے باعث آئے تھے۔ اور بظاہر ان کی آمد کا مقصد ایک حیا سوز اور انسانیت سے عاری حرکت کا علاج تھا۔ تاہم جب وہ یہاں پہنچے۔ اور یہاں کے ہندو راجہ . . . . کو مغلوب کر چکے۔ تو انہوں نے سچی اور اسلامی رواداری اور حسن سلوک کے ساتھ حکومت اور مختلف اقوام پر ہندو راجاؤں نے جو جبر و تشدد اختیار کر رکھا تھا۔ اس کا قطعاً قلع قمع کر دیا۔

ہم یہاں فاتح سندھ کے تفصیلات درج کرنا نہیں چاہتے کیونکہ یہ ایک مستقل بحث ہے۔ اور اس کے لئے ایک جداگانہ مضمون کی ضرورت ہے۔ اس مختصر سے مضمون سے ہماری غرض و غایت یہ ہے۔ کہ فتح کے بعد عربوں کے حسن سلوک کی حقیقت کو اجمالاً واضح کریں۔ اس لئے ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ محمد بن قاسم نے مفتوحین سندھ کے ساتھ کیسا سلوک رکھا۔ انہیں موت کے گھاٹ اتارا۔ یا بزور شمشیر حلقہ اسلام میں داخل کیا۔ یا ان کے ساتھ ایسا عمدہ سلوک کیا۔ جو نہ عربوں سے پہلے کسی فاتح نے مفتوح کے ساتھ کیا تھا۔ اور نہ عربوں کے بعد کسی نے آج تک کیا۔

دیبل کی تسخیر کے بعد نوجوان محمد بن قاسم نے برہمن آباد پر فتح و کامرانی کا علم نصب کیا۔ اس نے نہ تو اہل شہر کو لوٹا۔ نہ ان کی زمینوں کو ضبط کیا۔ بلکہ شہر کے گرد و نواح کے تمام دیہات و قرٰے انہیں ملازموں اور نمبرداروں وغیرہ کے نام جو احکام صادر کئے۔ ان کی تفصیل صاحب چچ نامہ نے ذیل کے الفاظ میں پیش کی ہے۔۔

"تم رعایا اور بادشاہ کے معاملات میں ایمانداری سے کام لو۔ تقسیم کے بارے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ دو لوگوں سے اتنا ہی محصول وصول کرو۔ جس قدر وہ آسانی سے ادا کر سکتے ہوں۔ تم آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہو۔ دنگہ فساد نہ کرو۔ تاکہ ملک کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے۔

عامۃ الناس کو مخاطب کر کے محمدؐ بن قاسم نے کہا "تم اطمینان سے رہو۔ کسی قسم کا اندیشہ نہ کرو۔ کیونکہ ہم تم کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ میں تم سے کوئی خاص پٹہ نہیں لکھوانا چاہتا۔ جو کچھ تم نے سرکار کو ادا کرنے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ادا کرتے رہو۔ ہم ہر طرح تمہاری حفاظت کریں گے۔ اور تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آئیں گے۔ تمہیں جو کچھ کہنا ہو آزادی سے کہو۔ تاکہ میں تمہاری شکایات رفع کر سکوں۔ اسی میں طرفین کی بہتری ہے"؟

"مذہبی رواداری"

چچ نامہ میں ایک اور واقعہ لکھا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے۔ کہ عربوں نے مفتوح سندھیوں کے ساتھ نہایت عالی حوصلگی کا سلوک کیا تھا کہ ان کے مذہب میں خفیف سی دست اندازی نہیں کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ لوگوں نے جنگ کی وجہ سے برہمنوں کو دان وغیرہ دینا اور مندروں پر چڑھاوے دینا بند کر دیئے تھے۔ اس وجہ سے برہمن بے چارے بھوکے مرنے لگے۔ کیونکہ ان کی گذر اوقات ہی دان اور چڑھاوؤں پر ہی تھی۔ اس پر شہر کے بڑے بڑے لوگ جمع ہو کر محمد بن قاسم کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ نے ہمارے ساتھ مہربانی کا سلوک فرمایا۔ شہریوں اور تاجروں کو امان دی۔ ہمارے مندر برہمنوں کے زیر اہتمام ہوتے ہیں۔ وہی ہمارے پروہت اور حکیم ہوتے ہیں۔ انہیں کے ذریعے سے مرگ اور شادی کی رسوم ادا ہوتی ہیں۔ ہم نے اس امید پر آپ کی اطاعت کی ہے۔ کہ آپ ہمارے مذہبی معاملات میں مداخلت اور خلل نہیں ہونے دیں گے۔ اب ہمارے مندر اجڑے ہوئے ہیں۔ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم انہیں از سر نو آباد کریں! ان کی آبادی سے برہمنوں اور پجاریوں کی روزی کے دروازہ بھی کھل جاتے ہیں اس پر محمد بن قاسم نے تمام حالات حجاج کو لکھ بھیجے حجاج نے جو جواب دیا وہ درج ذیل ہے۔

تمہارا خط ملا۔ مندرجہ احوال معلوم ہوا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اہل برہمن آباد نے تمہاری خدمت میں اس قسم کی

درخواست پیش کی ہے۔ کہ انہیں اپنے مندروں کو از سرِ نو پہلی صورت میں آباد کرنے کی اجازت دے دی جائے۔ چونکہ ازروئے انصاف ہم ان سے اس سے زیادہ کسی چیز کی توقع نہیں کر سکتے۔ ہم نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ انہیں اپنی دیویوں اور دیوتاؤں کی پرستش کی اجازت ہے۔ کوئی شخص انہیں مذہبی رسوم ادا کرنے سے نہ روکے۔ وہ اپنے گھروں میں جس طرح چاہیں رہیں

اسی طرح جب محمد بن قاسم نے الوَر کے شہر کو فتح کیا تو حکم دیا کہ جو شخص اطاعت قبول کرے گا۔ اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ خواہ وہ سپاہی ہی ہو۔ مورخین نے ایک اور واقعہ بیان کیا ہے۔ جسے یہاں دہرا دینا غالباً بے محل نہ ہو گا۔ ایک ہندو سپاہی کے متعلق بوجوہ خاص موت کا فتوےٰ صادر ہوا تھا۔ لیکن جب اسے قتل کرنے لگے۔ تو اس نے جلدی سے کہا کہ میرے پاس ایک نہایت عمدہ چیز ہے۔ جسے میں صرف تمہارے سپہ سالار کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس پر جلاد اسے محمد بن قاسم کے پاس لے گئے۔ اور تمام ماجرا بیان کیا۔ محمد بن قاسم نے اس سپاہی سے کہا کہ۔ دکھاؤ تمہارے پاس کیا ہے سپاہی نے کہا کہ اگر آپ میری۔ میرے بال بچوں اور تمام رشتہ داروں کی جان بخشی کا تحریری وعدہ فرمائیں۔ تو میں وہ عجوبہ چیز دکھانے کے لئے تیار ہوں۔ محمد بن قاسم نے معاً مطلوبہ تحریری وعدہ دیدیا۔ جب سپاہی کو پورے طور پر اطمینان ہو گیا۔ تو اس نے اپنی داڑھی کے بال نوچ نوچ کر ہوا میں اڑانے شروع کئے۔ اور اپنے گھٹنے موڑ کر سر سے لگا لئے۔ اور کہا کہ ایسی عجیب چیز کسی نے نہیں دیکھی۔ اس پر لوگ بہت برافروختہ ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ یہ کونسی عجیب بات ہے۔ جس کے لئے یہ جان بخشی چاہتا ہے۔ اس نے تو ہمیں دھوکا دیا ہے۔ لیکن شیر دل محمد بن قاسم نے کہا کہ جو وعدہ ہو چکا ہے۔ اسے ہر حال میں پورا کرنا چاہیئے۔ وعدہ کر کے اسے پورا نہ کرنا مردوں کا شیوہ نہیں ہے۔ ہمیں اس وقت اس شخص کی جان نہیں لینی چاہیئے۔ بلکہ اس واقعہ کی اطلاع حجاج کو دینی چاہیئے جب تک وہاں سے کوئی جواب نہ آئے۔ یہ شخص حوالات میں رہے۔ چنانچہ اس شخص اور اس کے بیس رشتہ داروں کا قتل ملتوی رکھا گیا۔ اور پورے واقعہ کی اطلاع حجاج کو بھیجدی گئی۔ حجاج نے اس فیصلہ کے لئے خلیفہ کی خدمت میں دمشق بھیجدیا۔ وہاں سے جواب آیا۔ کہ مومن وہ ہے جو اپنا وعدہ وفا کرتا ہے۔ چنانچہ وہ شخص مع اس کے رشتہ داروں کے رہا کر دیا گیا۔ یہ ان فاتحین اسلام کے شان تھی جنہیں آج ہمارے ہندو بھائی بغض و حسد کے جوش میں آ کر جابر، ظالم، سفاک کہتے ہیں۔ اور ان پر جا و بیجا الزام عائد کرتے رہتے ہیں۔ (الفریش)

اچھوت دہاری کی حقیقت

KHILAFAT LIBRARY

کچھ عرصہ سے برادران وطن نے اچھوت ادہار یعنی اچھوت اقوام کی اصلاح و ترقی کے لئے ہندوستان کے طول اور عرض میں جو شور نشور برپا کر رکھا ہے۔ اس کی حقیقت آدھ ہندو کانفرنس الہ آباد کے بابو رام چرن صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی کی تقریر صدارت کے مندرجہ ذیل اقتباسات سے معلوم ہو سکتی ہے۔ صاحب صدر فرماتے ہیں:۔

"ہمارا لٹریچر تباہ کر دیا گیا ہے۔ لہذا میں اپنے مخالفین کے لٹریچر سے استنباط کرتا ہوا بتاتا ہوں۔ کہ ہم کون ہیں۔ اور کس طرح اس تباہ حالی تک پہنچے ہیں۔ رگوید کے بھجنوں میں دو دشمن قوموں کا ذکر ہے۔ جن میں سے اول "آریا" اور دوسرے "داسویا" یا "داسا" چور لٹیرے اور بدمعاش کو کہتے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ چوروں لٹیروں اور بدمعاشوں کی قوم کون سی تھی؟ ایک قوم کا کلیتہً نیک ہونا۔ اور دوسری قوم کا کلیتہً چور اور بدمعاش ہونا بڑا تعجب انگیز ہے۔ لیکن آپ کا تعجب معاً دور ہو جائیگا۔ جب آپ یہ جان لیں گے۔ کہ اپنے آپکو نیک کہنے والے لوگ (آریا) باہر سے آئے تھے۔ انہوں نے یہاں کے باشندگان قدیم سے جنگ کی اور نفرت و حقارت کے ساتھ انہیں رگوید میں "داسویا" یا "داسا" کا نام دے دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ وید رشیوں کے ذریعہ سے خدا کی طرف سے نازل ہوا تھا۔ لیکن آپ کو خود بخود معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ سب سیاسی چالیں نہیں۔ خواہ ان میں کتنا ہی رنگ دیا جائے۔ یہ قدیم باشندے اگرچہ بڑے طاقتور تھے۔ لیکن ساتھ ہی سادہ لوح بھی تھے۔ آریوں نے انہیں مسخر کر کے شودر یا داس (غلام) بنا لیا

اس کے بعد فاضل صدر نے شودروں کی تباہ حالی کی تائید میں مختلف ہندو کتابوں سے اقتباسات پیش کئے ہیں بعد ازاں فرماتے ہیں۔

ایک قوم جو اپنے آپ کو آریہ کہتی تھی۔ اس سرزمین میں آئی۔ اس نے یہاں کے قدیم باشندوں کو غلام بنالیا۔ اور آج تک انہیں آزاد نہیں کیا۔ اگرچہ غلامی ساری دنیا سے محو ہو چکی ہے۔ یاد رکھو ہندوؤں کے اس اظہار ہمدردی کی تہ میں بھی وہی مقاصد کارفرما ہیں۔ جن کی بنا پر یہاں کے قدیم باشندے غلام بنائے گئے تھے۔ سیاسی حکمت عملی ہی غلامی کا موجب بنی تھی۔ اب اس حکمت عملی کی بنا پر اچھوتوں کو ساتھ ملانے کا شور برپا کیا جاتا ہے۔ میں ان ہمدردوں سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا منو شاستر منسوخ ہو چکا ہے؟ اس شاستر میں لکھا ہوا ہے کہ "شودر خواہ خریدہ غلام ہو یا نہ ہو۔ مگر اس سے غلام کا کام لینا چاہیئے اس لئے کہ برہما نے شودر کو پیدا ہی خدمت کے لئے کیا ہے"۔

"اگر شودر کو اس کا آقا آزاد بھی کر دے۔ تو اس حالت میں وہ غلامی سے نجات نہیں پاتا۔ کیونکہ غلامی اس کی فطرت میں داخل کر دی گئی ہے۔ اور فطری پابندی سے اسے کون آزادی دلا سکتا ہے"۔

"برہمن شودر کے مال و اسباب پر بلا تامل قابض ہو سکتا ہے کیونکہ شودر کی کوئی چیز بھی اس کی ملکیت نہیں۔ اس کی جائداد اس کا مالک ہر وقت لے سکتا ہے"۔

آگے چلکر فاضل صدر اس نکتہ کو بالکل واضح فرما دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

"۱۹۱۹ء میں اصلاحات دی گئیں اور جدید کونسلیں بنیں ہندوستانیوں کو بہت سے بڑے بڑے عہدے ملے اور آبادیوں کی بنا پر اقوام کو حق نمایندگی عطا کیا گیا۔ جو قومیں تعداد میں زیادہ تھیں۔ انہیں زیادہ نمایندگی

ملی۔ تقسیم حقوق کی یہ صورت اونچی ذاتوں کے ہندوؤں کے لئے ایک تنبیہ تھی۔ انہوں نے اچھوتوں کی کانفرنسیں اور سبھائیں بنالیں۔ اور "اچھوت ادہار" کی آواز بلند کر دی۔"

کیا تم ان شاطرانہ چالوں کے فریب میں آجاؤ گے میرا خیال ہے۔ کہ کبھی نہیں۔ وہ وقت گذر گیا۔ جب ہمارے معمولی انسانی مطالبات بھی گناہ سمجھے جاتے تھے۔ برطانوی حکومت کی انصاف پسندی نے کسی حد تک آزاد کیا۔ اب ہم ہندوؤں سے یہ کہنے کے حقدار ہیں۔ کہ "تمہارے آباو اجداد نے ہمارے ملک پر قبضہ جمایا۔ ہمیں غلام بنایا۔ اور ہمارا تمدن تباہ کر دیا۔ تمہارے دلوں میں ہمارے متعلق اچھا خیال کیوں پیدا ہوسکتا ہے۔ سادہ لوح آدھ ہندو بھائیو! ۲۲ کروڑ ہندوؤں کے نام پر جو حقوق لئے جاتے ہیں۔ تمہارا ان میں کوئی حصہ نہیں۔ تمہاری آبادی پندرہ کروڑ ہے (سات کروڑ اچھوت۔ اور آٹھ کروڑ دوسری پست ذاتوں کے ہندو) اونچی ذاتوں کے ہندو جو آج تمہارے ہمدرد بنے بیٹھے ہیں ڈر رہے ہیں۔ کہ تم جو برطانوی حکومت کی عام انصاف پسندی میں حاصل کی ہوئی تعلیم کے باعث طلسم فریب سے آزاد ہو چکے ہو۔ کہیں سکھوں اور مسلمانوں کی طرح سیاسی مجالس میں جداگانہ نیابت لیکر اعلیٰ عہدوں اور منصبوں پر نہ پہنچ جائیں۔ اونچی ذات کے ہندو اس صورت حالات کو کیوں برداشت کر سکتے ہیں۔ سب سے پہلے نظم و نسق ملک میں ان کا تناسب ایک تہائی رہ جاتا ہے۔ دوسرے جن لوگوں (انہوں) نے پانچہزار سال تک غلام بنائے رکھا۔ ان کی آزادی کا راستہ کھلجاتا ہے۔ کیا تمہارے کانوں میں بار بار یہ آواز نہیں پہنچ رہی۔ کہ "اگر کمہاروں نے تعلیم حاصل کرلی تو ہمارے برتن کون دہوے گا۔ اگر چمار زیور تعلیم سے آراستہ ہوگئے تو ہمارے لئے عمدہ بوٹ کون بنائے گا۔ اگر بھنگی پڑھ لکھ گئے۔ تو ہمارے پیخانہ کو کون صاف کرے گا۔ آج برطانوی ہند میں آریہ اچھوتوں کی آزادی کے حامی بنے بیٹھے ہیں۔ لیکن خود آریہ ریاستوں میں اچھوتوں پر ایسی سختیاں ہورہی ہیں۔ جن سے انسانیت کو عار آتی ہے۔ ہندوؤں کا مقصد محض یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح آدھ ہندوؤں کو بھی غلامی میں رکھیں۔ اور ان کی کثرت تعداد سے فائدہ اٹھاکر حقوق لیں۔ اور خود غرض

کریں۔ کیا وہ ایک بھی مثال ایسی پیش کر سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے مقامی مجالس یا کونسلوں کے کسی قابل آدھ ہندو امیدوار کے حق میں رائیں دی ہوں۔ اگر کوئی ایسی مثال ہے تو وہ پیش کریں۔ اس کے خلاف ہمیں ایسی مثالیں ملتی ہیں۔ کہ کسی آدھ ہندو نے انتخاب میں امیدوار بننے کی جرات کی اور ہندوؤں نے اسے نفرت سے شکست دیدی۔ مثلاً مسٹر دیبی دین چرمکار کا نپور سے امیدوار کھڑے ہوئے تھے۔ مگر محض اس جرم کی بنا پر ناکام رہے۔ کہ وہ آدھ ہندو یا نام نہاد اچھوت شودر تھے۔

KHILAFAT LIBRARY

حضور نظام (خلد اللہ ملکہ) کی بے تعصبی

برادران دکن ایک عرصہ سے اعلیٰ حضرت فرمانروائے دکن (خلد اللہ ملکہ) کے خلاف نہایت زہریلا پروپیگنڈا کرنے میں معروف ہیں۔ اور اس نیش زنی کی وجہ یہ ظاہر کرتی ہیں۔ کہ حضور ممدوح کی فیاضیاں تمامتر مسلمانوں کے لئے وقف ہیں۔ وہ غیر مذاہب اور خصوصاً ہندوؤں کے حقوق کا خیال نہیں رکھتے۔ اس لئے ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت کی ان فیاضیوں کو ان کالموں میں پیش کیا جائے۔ جو مسلسل طور پر غیر مذاہب کے ساتھ کی جاتی ہیں

اخراجات کلیسائے مسیحی تعداد (۲) ۱۵۰،۱۴۰۱ روپے

تعداد غیر مسلم جاگیرداران مذہبی (نوٹ) جاگیر سے وہ موضع مراد ہے جس کو ایک معطی مقتدر نے سند کے ذریعے سے معطی لہ کو عطا کیا ہو۔ خواہ وہ عطا مشروط بشرط خدمت ہو۔ یا بلا شرط خدمت بطور خیرات یا مدد معاش یا کسی کارگذاری کے صلہ میں:

جن کا محاصل سالانہ پچاس روپے سے زائد ہے۔				۴۶
"	سو	"	"	۴۶
"	دوسو	"	"	۴۳
"	ڈہائی سو	"	"	۴۲
"	تین سو	"	"	۴۲
"	چار سو	"	"	۴۰
"	پانچسو	"	"	۳۷

"	اکہزار	"	"	۱۹

تعداد غیر مسلم معاش یابان مذہبی علاقہ صرف خاص مبارک

جن کی سالانہ یافت پچاس روپے سے زاید ہے				۴۵۵
"	سو	"	"	۲۰۱
"	دوسو	"	"	۳۱
"	ڈہائی سو	"	"	۲۳
"	تین سو	"	"	۳۴
"	چار سو	"	"	۲۳
"	پانچ سو	"	جملہ	۸۵۲

تعداد غیر مسلم معاش یابان مذہبی علاقہ جاگیرات

جن کی یافت سالانہ پچاس روپے سے زائد ہے				۱۸۱
"	سو	"	"	۸۱
"	دوسو	"	"	۱۱
"	ڈہائی سو	"	"	۷
"	تین سو	"	"	۴
"	چار سو	"	"	۲
"	پانچسو	"	"	۱۲

جملہ ۳۰۴

تعداد غیر مسلم معمولداران مذہبی (نوٹ) معمول سے مراد وہ عطائے نقدی ہے۔ جو ایک رقم معینہ میں معمولاً ایکوقت خاص میں ادا ہوتی ہے۔ جیسے معمول دسہرہ وغیرہ اس کے لئے بھی معطی کے مقتدر ہونے اور وجود سند کی شرط ہے

تعداد معمولداران	رقم سالانہ
(۵۱)	چار ہزار ایک سو تہتر روپے

تعداد غیر مسلم معمولداران سالانہ

تعداد (۳) رقم ۶۶،روپے ۱۴ر ۶پا

تعداد غیر مسلم معمولداران چوہاہا

تعداد (۲) رقم بیس روپے ار ۹ پہ

تعداد غیر مسلم تنخواہ داران خاص مذہبی

نوٹ:۔ ماہوار خاص جس کے معاوضہ میں کسی خدمت کا انجام دینا مشروط نہ ہو۔ تعداد (۲) رقم پچہتر روپے سالانہ

عطیہ سلطنت آصفیہ بہ امرائے غیر مسلم

تعداد مواضعات	مربع میل	رقم آمدنی سالانہ
۵۸۴	۴۴۵۲	۱۶۶۰۸۶ روپے

عطیہ سلطنت آصفیہ بہ ہسپتانات

تعداد مواضعات	مزرعہ جات	مربع میل	بیگہ	بام محاصل
۵۱۲	-	۶۰	-	۳۵۲۱ ۰۲۵۹۰ ۵۳۱۵ ۲۶۷۷ روپے

ان اعداد و شمار سے ظاہر ہے کہ اعلیٰ حضرت غیر مذاہب کے لوگوں کو ہر سال کس قدر فیاضی سے عطیات دیتے رہتے ہیں لیکن باینہمہ برادران وطن کو صرف وہی رقوم نظر آتی ہیں۔ جو مسلم انسٹی ٹیوشنوں کو ملتی ہیں۔ جب صورت حال یہ ہو تو اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ ؏

جو لوگ اعلیٰ حضرت شہریار دکن (خلد اللہ ملکہٗ) پر مذہبی تعصب کے بیجا الزامات لگانے کے عادی ہیں۔ ان کے غلط پروپگنڈا کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ہم سر دست ذیل میں ایک مختصر فہرست درج کرتے ہیں۔

. . . . . . اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ریاست حیدر آباد کے صرف صیغہ افواج میں غیر مسلم ملازمین کی کیا تعداد ہے۔ آئندہ اشاعت میں ہم دیگر صیغوں کی فہرستیں بھی شایع کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ

تعداد غیر مسلم ملازمین افواج جو چھ سو روپیہ ماہوار پاتے ہیں ۵۰۴

"	"	نو سو	"	۶۹
"	"	بارہ سو	"	۲۵
"	"	پندرہ سو	"	۲۹
"	"	اٹھارہ سو	"	۱۱
"	"	دو ہزار چار سو	"	۱۶
"	"	تین ہزار	"	۴
"	"	تین ہزار چھ سو	"	۶

تعداد غیر مسلم ملازمین افواج جو چار ہزار دو سو روپیہ ماہوار پاتے ہیں ۴

"	"	پانچہزار	"	"
"	"	پانچہزار سے زائد پاتے ہیں		جملہ ۶۰۳ ۱۸

تعداد غیر مسلم ملازمین افواج علاقہ صرف خاص مبارک جنگی ماہوار چھ سو سے ۱۲۱

"	"	نو سو	"	۵
"	"	بارہ سو	"	۳
"	"	پندرہ سو	"	۱
"	"	اٹھارہ سو	"	۳

"	"	چوبیس سو	"	۲
"	"	پانچہزار	"	۲
"	"	پانچہزار سے زائد	"	۱

جملہ ۱۳۸

غیر مسلم ملازمین افواج علاقہ جاگیرات جنگی ماہوار چھ سو روپیہ تک ہے ۱۲۱

"	"	نو سو	"	"	۲۰
"	"	پندرہ سو	"	"	۴
"	"	چوبیس سو	"	"	۱
"	"	تین ہزار	"	"	۲

جملہ ۲۴۸

KHILAFAT LIBRARY

نادر موقع

رعایت — الامیت

کانپور کے عمدہ اور مضبوط بوٹ جوتے ہر قسم ہم سے طلب فرمائیے جو نہایت خوشنما اور قیمت میں ارزاں ہیں ایک دفعہ منگا کر ملاحظہ کیجئے ناپسند ہونے پر واپس کر دیجئے کارخانہ ہذا سے مال نہایت دیانتداری سے روانہ کیا جاتا ہے۔ آزمائش شرط ہے۔ مینیجر

امریکن ڈربی شوز کروم لیدر		۵
امریکن فیسی ڈربی شوز کروم لیدر		۶
بروگ شوز کروم لیدر	۶	۶
پمپ شوز کروم لیدر	۴	۳
ٹائی شوز کروم لیدر	۵	۴
زنانہ پمپ شوز کروم لیدر		۳
زنانہ پمپ شوز رنگین چمڑا خوشنما رنگ		۳
زنانہ سلیپر کامدار	۲	۱
زنانہ سلیپر پھولدار وارنش چمڑا	۲	۲
زنانہ سلیپر نقشہ پھول دار وارنش چمڑا		۱

المشتہر
مینیجر دی امریکن بوٹ اینڈ شوز فیکٹری
مسٹن روڈ چوک بازار کانپور

"مجلس مشاورت کے متعلق اعلان"

حسب الحکم حضرۃ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اعلان کیا جاتا ہے کہ مجلس مشاورت امسال بتاریخ ۱۶-۱۷ اپریل ۲۷ء کو ہو گی۔ جو احباب انجمنہائے بیرونی سے کوئی معاملہ مجلس مشاورت میں پیش کرنا چاہیں۔ وہ پرائیویٹ سکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے پاس بھیجدیں؛

۲۔ جماعتہائے بیرونی کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی اپنی سالانہ کارروائی کی رپورٹیں مختصر مگر تمام ضروری واقعات پر مشتمل دفتر ناظر اعلیٰ میں آخر مارچ ۲۷ء تک براہ راست بھیجدیں جس ترتیب سے یہ رپورٹیں میرے دفتر میں موصول ہوں گی اسی ترتیب سے میری رپورٹ میں ان کا ذکر ہو گا۔

۳۔ مجلس مشاورت کے متعلق دیگر تمام کارروائیاں اور اعلان پرائیویٹ سکرٹری صاحب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طرف سے ہوں گی۔ لہذا جماعتیں ان سے خط و کتابت کریں۔

قائممقام ناظر اعلیٰ

کیمیکل گولڈ سنہری لہریہ دار چوڑیاں

ان کو کاریگر نے اس خوبصورتی سے بنایا ہے۔ کہ ہاتھ چوم لینے کو دل چاہتا ہے۔ پانچسو روپیہ کی چوڑیاں بنوا کر ان کے پاس رکھدو پھر دیکھو کونسی خوبصورت اور قیمتی معلوم ہوتی ہیں۔ تجربہ کار ساہوکار بھی یکایک نہیں بتا سکتا۔ کہ یہ سونے کی نہیں جہاں دکھایئے۔ انہیں کوئی دو سو روپیہ سے کم نہیں بتا سکتا کسی قسم کی چوڑیاں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ ان کو ہاتھوں میں پہنا کر ان کی بہار دیکھیئے۔ گھڑی گھڑی میں ایک نئی طرز دکھتی دو چار الگ ہو جائیں۔ تو پھول پتی معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب مل گئیں تو عمدہ قسم کی بیل معلوم ہوتی ہیں۔ اور سب الگ ہو جائیں تو لہریہ پڑ جاتا ہے۔ ان کو پہن کر عورتیں عورتوں میں بیٹھیں تو وہ عورتیں جو رات دن سونا اور چاندی پہنتی ہیں انہیں دیکھکر دنگ رہجاویں گی۔ اور کہیں گی ہمیں بھی منگا دو سب کی نظران پر نہ پڑے تو کوئی بات نہیں۔ چمک دمک رنگ ان چوڑیوں کا مثل سونے کے چمکتا رہتا ہے۔ قیمت ایک سٹ ۱۲ چوڑیاں کا دام ۴ چار سٹ کے خریدار کو ایک سٹ مفت فرمائش کے ساتھ ناپ آنا ضروری ہے۔ محصولڈاک علاوہ پستہ

ایس۔ اے اصغر اینڈ کو ٹیا محل دہلی

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

جس طرح ہمارا ساختہ شہرہ آفاق دوا اکسیر البدن تمام جسمانی کمزوریوں کے لئے تریاق ثابت ہو رہی ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہمارا ساختہ موتی سرمہ بھی ضعف بصر، گرے، خارش چشم، جلن، پھولا، جالا، پانی بہنا۔ دھند، غبار، پڑبال ناخونہ، گوہانجنی، رتوندا، ابتدائی موتیابند، غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

ایک ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے لکھتے ہیں۔ کہ پہلے آپ کا سرمہ بعض مریضوں پر منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے ضرورت ہے۔ ایک تولہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

اپنی عزیز تندرستی کی قدر کرو

جس طرح ہمارا مقبول عام موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے ٹھیک اسی طرح ہماری ساختہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی نزلہ، زکام، کھانسی، پٹھوں کی مضبوطی، صالحہ خون کے پیدا کرنے۔ ہاضمہ کو قوی بنانے جسم کو چست۔ دل میں نئی امنگ اور اعضا میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنے میں اکسیر اعظم ثابت ہو رہی ہے ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ

ایک تازہ شہادت

جناب بابو غلام محمد صاحب اختر پارسل کلرک پشاور صدر سے لکھتے ہیں کہ میں نے اکسیر البدن کو استعمال کیا۔ بیحد مفید پایا۔ اس کا اثر ان سب مقوی دواؤں سے جس قدر آج تک میں نے دیکھیں افضل ہے۔ لہذا ایک ماہ کی خوراک بہت جلد میرے دوست قاضی صاحب کے نام بذریعہ وی پی بھیجدیں۔

پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

تار کا پتہ "ریاست" دہلی | THE RIYASAT DELHI | ٹیلیفون نمبر ۵۲

ہندوستان کا بہترین باتصویر ہفتہ وار اخبار

ریاست دہلی

ایڈیٹر دیوان سنگھ مفتوں

جلد | ہر سنیچر کو ہندوستان کے دار السلطنت دہلی سے شائع ہوتا ہے | نمبر

اردو جرنلزم میں انقلاب

"ریاست"

کیوں ہندوستان بھر میں بہترین اردو اخبار ہے؟

اس لئے کہ

(۱) "ریاست" ہندوستان بھر میں واحد باتصویر ہفتہ وار اخبار ہے۔
(۲) "ریاست" کو سب اخبارات سے زیادہ اچھا کاغذ لگایا جاتا ہے۔
(۳) "ریاست" کی چھپائی تمام اخبارات سے بہتر ہے۔
(۴) "ریاست" تمام اخبارات سے زیادہ شاندار ہے۔
(۵) "ریاست" کی ضخامت تمام اخبارات سے زیادہ ہے۔
(۶) "ریاست" میں تمام اخبارات سے زیادہ ریڈنگ میٹر دیا جاتا ہے۔
(۷) "ریاست" تمام اخبارات سے زیادہ دلچسپ ہے۔

ان وجوہ کے باعث

"ریاست"

تمام مذاہب و اقوام میں محبوب و ہر دلعزیز ہے۔

اگر آپ

انگریزی کے اعلیٰ اخبارات و رسائل کے مقابلہ پر اردو اخبار چاہتے ہیں

تو

ایک کارڈ بھیجکر اس پتہ سے نمونہ مفت منگائیے۔

مینیجر "ریاست" دہلی

لوکل ایجنٹوں اور ریلوے سٹیشنوں پر بک سٹالوں سے بھی مل سکتا ہے

بالکل بے تعصب اردو زبان کی نرالی تصنیف ۱/

قرآن اعظم سے آواگون کا ثبوت۔ ہندو قوم نے جس طریقہ سے آواگون کو مانا ہے وہ غلط ہے۔ عبادت کا طریقہ۔ مرنے کے بعد ہندو مسلمان کی روح کا کیا حشر ہوتا ہے روح مسلمان ہے یا جسم۔ کب تقدیر بدلتی ہے۔ اور کب نہیں بدلتی۔ کون مشرک اور بت پرست نہیں ہے۔ خدا اور بندہ کا کیا تعلق ہے۔ کاتب تقدیر کون ہے۔ عالم صغیر اور عالم کبیر کہاں ہے۔ خواب اچھا اور برا کیوں ہوتا ہے۔ قبر سے روح کا کیا تعلق ہے کیا تعلق رہتا ہے۔ کب حشر یعنی ختم نہیں ہوتا۔ کون دعا بیکار ہے۔

صفحہ ۳۱۶ معہ فوٹو مصنف قیمت ۱/ ۔ دیگر فالنامہ علیحدہ علیحدہ زندگی جفر دیکھکر ہر کام کرو نقصان نہ ہوگا۔ قیمت ۴/

ملنے کا پتہ:۔ غلام محمد سرور خان قلندری مالک ہوٹل قطب روڈ دھلی

قرآن شریف کا ترجمہ سیکھنے والوں کیلئے خوشخبری

صاحبو! میں نے ایک تفسیر ربانی نامی قرآن شریف کی لکھی ہے۔ جو تیس پاروں کی مکمل بن چکی ہے۔ اور اب پارہ پارہ کی صورت میں چھپ رہی ہے۔ جس کا پہلا۔ دوسرا تیسرا پارہ چھپ گیا ہے۔ چوتھا چھپ رہا ہے۔ اسی طرح باقی بھی یکے بعد دیگرے چھپتے جائیں گے۔ تفسیر ربانی کی طرز یہ ہے۔ کہ پہلے قرآن شریف کی ہر آیت کے ہر ایک لفظ یعنی اسم و فعل و حرف کا اردو میں اصلی معنی صرف و نحو و لغات کے لحاظ سے کیا۔ پھر اسی لفظ کا آخر میں وہ مرادی معنی لکھا۔ جو آیت میں لکھا جائے گا۔ پھر ان تمام لفظوں کو اکٹھا کر کے آیت بنایا۔ اور اس آیت کا لفظ بلفظ علیحدہ علیحدہ اردو میں ترجمہ کیا۔ اور بعد میں اس آیت کا شان نزول حدیث و تفسیر کی معتبر کتابوں سے نکال کر لکھا۔ اور موقعہ مناسب پر مخالفوں کے اعتراضات کے جواب بھی لکھے ہر پارہ کی لکھائی چھپائی صحیح و خوشخط کاغذ عمدہ سفید ہے۔ قیمت فی پارہ عہ محصول بذمہ خریدار

ملنے کا پتہ سید محمد حسین احمدی منشی فاضل مصنف تفسیر ربانی وہاریوال ضلع گورداسپور

کیا آپکا گھر ان کتابوں سے خالی ہے

ماں بچے کی نگہداشت بچوں کی بے وقت موت پر ماں باپ کو سر پکڑ کر رونے کی بجائے اس غم کا علاج کرنا چاہیئے۔ زچاؤں کی صحت سے بے پروائی اور بچوں کی تربیت سے غفلت برتنے نے خاندانوں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے لیکن یہ سچا رہبر ثابت ہوگا بہت مقبول ہوا ہے سال بھر میں دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے قیمت ۶/ ۔ رفیق دہقان ۱۱ء۔ بلکہ ہر شخص کا بہترین رہبر ہر گھر میں مویشی پلتے ہیں سبزی کی کیاریاں بچے لگاتے ہیں۔ روپیہ ہر شخص کو جوڑنے کا شوق ہوتا ہے۔ بیماریوں سے بچنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ معلومات کے خزانہ دیکھکر ہر ایک شخص خوش ہوتا ہے۔ پس یہ کتاب ان باتوں کا ذخیرہ ہے مثل گنجینہ ہے۔ بہت پسند کی جارہی ہے۔ قیمت عہ پتہ۔ مولوی محمد قمر مہتمم سرمایہ اطفال گڑگانوہ

اللہ شافی

سانپ اور بچھو کے کاٹے سے مت ڈرو

KHILAFAT LIBRARY

چونکہ

قرص دافع زہر بچھو و سانپ تیار ہو گئے ہیں

چونکہ موسم گرما میں بچھو و سانپ دونوں کی کثرت ہو جاتی ہے۔ جس کے باعث اکثر لوگ اس کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اور بر وقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کی جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی تکلیف میں کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے۔ لہذا پبلک کے نفع و آرام کی خاطر یہ قرص جو کہ سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مجرب ثابت ہوئے ہیں۔ اور جن کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے مشتہر کئے ہیں۔ پس ایسی نفع بخش دوا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بے وقت رات بیرات کام آوے

قیمت ۱۲ قرص (ٹکیہ) کی (عہ) معہ ترکیب استعمال خرچ پارسل بذمہ خریدار۔ نوٹ۔ فرمائش کے ہمراہ ۴/ کے ٹکٹ لفافہ میں بند کر کے روانہ فرما دیجئے۔ ورنہ تعمیل نہیں کی جائیگی۔ المشتہر

منیجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب
معالج امراض کہنہ متصل چوک سیاشاہ علی بنڈہ حیدرآباد دکن

ویدک یونانی و ڈاکٹری کا نچوڑ

ہر قسم کی دردسر - کھانسی - دمہ
نمونیہ - پیٹ درد - نزلہ و زکام
بدہضمی - اردجی - اپھارا درد
قولنج - اسہال - پیچش - قراقر معدہ وغیرہ
معدہ - قے - مرگی اور دانتوں کو پانی لگنا - خون
وغیرہ کل امراض دانت - درد کان - زخم کان - کرم و ورم گوش
کل امراض کان - بواسیر ناک - چھینک بدبوئے بینی وغیرہ کل امراض
چشم - دھند جالا وغیرہ امراض آنکھ - پھوڑا پھنسی ہر قسم کا زخم
داد چنبل - بھڑ - مکھی - بچھو - سانپ - باؤلا کتا چوہے وغیرہ کا ڈنگ
سوزاک - آتشک - گلٹیاں - بدھ - درد مفاصل ورم تمام درد اندرونی
بواسیر - کمزوری دماغ - طاعون - سل - تپدق - پرسوت امراض دل
بائی گولہ - پردر - احتباس حیض - خنازیر امراض بچگان - نکسیر - سوج
منہ کا پکنا - سوج لب - درد داڑھ - گلے پڑنا - آواز بیٹھنا - نیچے یا اوپر
ورم طحال وغیرہ امراض تلی - خروج مقعد - بھگندر - درد گردہ درد
کا پھولنا وغیرہ - امراض زناں - رنگھن بادی - پنڈلی کا
پتی - خارش خشک و تر - چھپاکی - کثرت پسینہ - تیزاب
جلنا وغیرہ وغیرہ امراض کو حسب موقع کھانے لگانے
دور کرتی ہے ۹۰ فی صدی تو فوراً آرام شروع ہو جاتا

ذات الجنب
ہیضہ
دانت
کل امراض
پائیوریا
بہرہ پن وغیرہ
ناک - درد
ران کا لاسنا
بخار ہر قسم
بیرونی چوٹ
امراض جگر
پھوڑے پھنسیاں
سے خون
مثانہ زخم
پھولنا
وغیرہ سے
ہے

ورنہ بیماری رک تو ضرور جاتی ہے!

ایک نفع رساں اپنی قسم کی پہلی ایجاد

دل و جان سے مدت تک محنت کرنے اور مشرق و مغرب کی طبوں کے تجربوں سے فائدہ اٹھانے کے بعد مالک کل رحیم کے فضل نے

کوی دنود ویدبھوشن **پنڈت ٹھاکر دت شرما** وید کو اس قابل کیا کہ وہ خلق اللہ کی تکالیف رفع کرنے کے واسطے ایک ایسی دوائی تیار کریں جو اکیلی ہی تقریباً تمام امراض کا جو گھروں میں بوڑھوں بچوں جوانوں مردوں یا عورتوں کو ہوتی رہتی ہیں علاج ثابت ہوئی ہے

امرت دھارا

رجسٹرڈ

واقعی اپنی قسم کی پہلی ایجاد ہے اس کی خوبی کی اس سے بڑھ کر اور کیا تعریف ہو سکتی ہے کہ جگہ بہ جگہ لوگ اس کی نقلیں بنانے کی کوشش میں ہیں۔ قدم قدم پر لوگوں کو امرت دھارا کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کسی کو کوئی تکلیف ہو۔ جھٹ امرت دھارا منہ سے نکلتی ہے جس گھر میں یہ موجود ہے ایک لائق وید موجود ہے لکھوکھہا بندگان خدا اس ایجاد سے فائدہ اٹھا چکے ہیں آپ بھی فوراً اس کو منگوائیے اور کرشمہ دیکھئے!

قیمت سالم شیشی ۲؎ نصف شیشی ۱؎ نمونہ کی شیشی ۸؍
مفصل حالات جاننے کے لئے رسالہ امرت مفت منگوا دیں

ہوگی!

احتیاط

امرت دھارا کا اس قدر نام دیکھ کر بہت سے اشتہار بازوں کے منہ میں پانی بھر آیا ہے اور مختلف نام رکھ کر انہی اوصاف کی ادویات مشتہر کر رہے ہیں سچ جانیئے اگر امرت دھارا میری ایجاد ہے اس کے مکمل اجزاء سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا ہے میرے پاس بے شمار خطوط موجود ہیں کہ ایسے اشتہار بازوں سے دوائی منگوا کر لوگوں نے دھوکہ کھایا اسواسطے دھوکہ سے بچیں اور کبھی کوئی دوائی اس قسم کی سوائے امرت دھارا کے نہ خریدیں۔ ایسے خطوط آئندہ لکھیں گے۔ یہ بھی یاد رہے کہ لفظ امرت کے ساتھ لوگوں کو خاص محبت ہو گئی ہے اسواسطے اشتہار باز اپنی دوائی کے ساتھ کسی نہ کسی طرح لفظ امرت کو ملانا چاہتے ہیں پس صرف لفظ امرت پر نہ بھولیں بلکہ امرت دھارا اس سارے نام کو دوائی کے واسطے اچھی طرح یاد رکھیں۔ اگر کم قیمت کا خیال ہے اور اقل خریدنی ہے تو آپ ہم سے اس کی نقل آب حیات بارہ آنے ۱۲؍ فی شیشی پر منگوالیں!

المشتہر مینیجر امرت دھارا او شدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ امرت دھارا ۱۶۳ لاہور